درس حدیث

محمد اظہر مدنی

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے

عن انس رضی اللہ عنہ قال : قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (بخاری– باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الایمان)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ ان کی آل واولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر ایک چیز سے زیادہ محبوب ہیں اس پر نبیؐ نے فرمایا: نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ میں تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے عمر! اب تمہاری محبت مکمل ہوگئی۔ (حدیث: ۶۲۵۷)

تشریح: اطاعت اور محبت رسولؐ کا مطلب اور تقاضہ یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن باتوں سے منع کیا ہے ان سے دور رہا جائے اور جن باتوں اور کاموں کو کرنے کا حکم دیا ہے اس پر من وعن عمل کیا جائے اس میں کسی طرح کا نہ اضافہ کیا جائے اور نہ کمی کی جائے۔ اس لئے کہ اگر دین میں کسی طرح کا اضافہ کیا جائے گا تو وہ بدعت یعنی دین میں ایجاد مانا جائے گا اور یہ عمل اللہ کے نزدیک مردود ہوگا جیسا کہ اللہ کے رسول نے فرمایا **من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد (صحیح بخاری، صحیح مسلم)** یعنی جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا معاملہ نہیں ہے یعنی ہمارے بتائے گئے طریقے سے مختلف ہے تو وہ مسترد ہے۔

قرآن کی مختلف آیتوں میں بھی اطاعت رسول کا حکم اور اس کی اہمیت وافادیت کو واضح کیا گیا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ** (سورہ آل عمران: ۳۱) ترجمہ: کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

ہمارے معاشرہ میں حلال وحرام میں تمیز نہ کرنے اور فرائض نیز واجبات کو ترک کرنے کا جو رجحان پایا جاتا ہے وہ اطاعت رسول سے لاپرواہی اور غفلت کا نتیجہ ہے۔ جو شخص اطاعت رسول کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے وہ دنیا میں بھی کامیاب ہے اور آخرت میں بھی اس کو کامیابی نصیب ہوگی اور جو شخص اطاعت رسول سے منہ موڑے گا، منہیات کی پرواہ نہیں کرے گا۔ حلال وحرام میں فرق نہیں کرے گا، عبادات چاہے جسمانی ہوں یا مالی، کی ادائیگی میں غفلت برتے گا تو وہ دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ اس لئے ہمارے سے ضروری ہے کہ ہم اطاعت اور محبت رسولؐ میں کسی طرح کی کوئی کوتاہی نہ کریں اور نبیؐ نے ہمیں جس طرح سے عبادات اور معاملات کرنے کا حکم دیا ہے اس پر بلا کم وبیش عمل کریں، اپنی طرف سے دینی احکام میں اضافہ نہ کریں کیونکہ اصل اطاعت اور محبت رسول یہی ہے کہ ہم اپنے نبیؐ کے ہر حکم کو بلا چوں وچرا تسلیم اور اس پر عمل کریں اور ہر عمل اور معاملات میں آپ کی سنت اور فرمودات کو قول فیصل جانیں یہی ہمارا ایمان ہونا چاہیے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا** (النساء: ۵۹)

ترجمہ: "اے ایمان والو! فرماں برداری کرو اللہ کی اور فرماں برداری کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں خالص کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ وصلی اللہ علی النبی

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
اسلام میں سنت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کا مقام ۹
ناموس رسالت کا تحفظ اور اس کے تقاضے ۱۱
امت پر محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ۱۵
رسول اطہر محمد اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت مآب بیویاں ۲۰
ناموسِ رسالت غیر مسلموں کی نظر میں ۲۳
خطاب امیر برائے اجلاس مجلس عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ۲۷
عیدالاضحیٰ - احکام ومسائل ۳۰
مجلس عاملہ کا اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر (رپورٹ) ۳۳
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز ۳۷
جماعتی خبریں ۳۹
عید قرباں کے موقع پر خصوصی اپیل ۴۰

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک
سالانہ ______ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ______ ۷/روپے
پاکستان ______ ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم

انسان کی مجبوری اور بسا اوقات ہٹ دھرمی اسے انتہائی پستی میں لے جاتی ہے اور اسے اس کا حقیقی ادراک نہیں ہو پاتا۔ لاعلمی، بدظنی، جھوٹ، غلط پروپیگنڈہ، نفرت وعداوت اور تعصب اس کے اہم اسباب ہوا کرتے ہیں۔ اسی لیے دنیا کی وہ عظیم شخصیات بھی جو ہر طرح لائق صد احترام ہوتی ہیں ان کے متعلق غلط فہمیوں اور پروپیگنڈوں کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اگر صحیح معنوں میں ان شخصیات کے حقائق ووقائع لوگوں کے گوش گذار کیے جائیں، ان کے احوال لوگوں کے سامنے پیش کیے جائیں، ان کا مقام ومرتبہ واضح کیا جائے اور ان کے کارناموں، اخلاق وعادات عالیہ، خدمات عظیمہ اور فضائل ومناقب کا بیان اور ذکر ہوتا رہے تو بہت سی غلط فہمیاں دور ہوجائیں اور انسان بدظن و بدگمان ہونے کے بجائے ان شخصیات کا گرویدہ ہوجائے اور یہی نہیں کہ ان پر لب کشائی سے بچے بلکہ ان پر ایمان لاکر ان پر سو سو جان سے قربان ہونے کے لیے تیار رہے۔ چہ جائیکہ وہ ان پر کیچڑ اچھالے اور اعتراضات و ہفوات کی بوچھار کرے، بلکہ ان پر جان نچھاور کرنے کے لیے بے تاب ہونے لگے۔

روئے زمین پر سب سے افضل انسان، سب سے زیادہ صاحب فضل و کمال اور سب سے زیادہ صاحب مکارم اخلاق و باکردار اور سب سے زیادہ انسانیت کے لیے بلکہ ساری مخلوقات کے لیے صاحب برکات ورحمات رحمۃ للعالمین، امام المرسلین، سید الاولین والآخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی اول دن سے غلط رائے قائم کرنے والے، ان پر بلا تحقیق وثبوت کیچڑ اچھالنے والے، بلا جواز کلام کرنے والے، ان کو ساحر و مجنون گرداننے والے، بعض عجمیوں کے سکھانے کے نتیجے میں کلام الٰہی ہونے کا دعویٰ کرنے والے اور کاہن و جادوگر قرار دینے والے جب آپ سے ملے اور انہوں نے بادل ناخواستہ ہی سہی جب آپ کی اچھائیوں کو کھلی آنکھوں سے دیکھا اور آپ کے اخلاق عظیم، رحمت وشفقت، صدق وصفا، حسن سلوک کا مشاہدہ اور عملی اعلیٰ بر واحسان سے محظوظ ومستفید ہوئے۔ تو کل تک جو دشمن جانی تھے، جان قربان کرنے والے اور فدا کار اور وفادار ہوگئے۔ ایسی یاری ووفاداری نبھائی کہ جس

کی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ جو جان لے لینے کے لیے بے چین رہتے تھے وہ اب جان فدا کرنے کے لیے تڑپنے لگے۔ جو آپ کی ذات پاک کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے درپے تھے اب وہ آپ کی حفاظت کرنے اور آپ کی جان بچانے کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے لگے۔ جنھوں نے آپ پر بے شمار عیب تراشے اور بدنام کرنے کے لیے سارے حربے استعمال کیے وہ آپ کی بزرگی و پاکدامنی کے گن گانے لگے اور دفاع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسابقت اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ، ام المومنین ام عبداللہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کا اخلاق قرآن کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ کان خلقہ القرآن (مسلم)

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ''وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ. وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ'' (فصلت: ۳۴-۳۵)

''نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے ولی دوست۔ اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔''

آپ ﷺ اس آیت کریمہ کی سراپا عملی تفسیر اور نمونہ عالم تھے، جس کی نظیر و تمثیل روا اور ممکن ہی نہیں ہے۔ آپ نے کسی دشمن کو بھی کبھی برا بھلا نہ کہا اور نہ اپنا ذاتی بدلہ لیا، بلکہ مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا۔

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کسی وقت
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

اگر تمہیں یقین نہ ہو تو صادق و مصدوق اور صادق و امین کے بلا نزاع خطاب پانے والے کو دیکھو کہ جن لوگوں نے نا سمجھی، عصبیت اور آبا و اجداد، خاندان اور سرداروں کی اندھی تقلید کی وجہ سے ان کو دشمن جانی بنا لیا تھا اب وہ ان کے جانثار سپاہی ہو گئے۔ دیکھو! یہ عمر بن خطابؓ جو اپنی طبعی شدت اور خاندانی غلظت اور صلابت سے معروف تھے، آپ ﷺ کو جان سے ختم کر دینے کی نیت اور تیاری سے نکلے ہیں، راستے میں جو رشتہ دار ملا حتی کہ نازک رشتے دار خواہر اور بہنوئی کو بھی لہولہان کر دیا، تلوار سونتی ہوئی ہے، بھوئیں چڑھی ہوئی ہیں، غیظ و غضب آسمان چھو رہا ہے، وہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ ہمیش کے لیے نعوذ باللہ ختم کر دینے کے لیے چلے ہیں۔ جان سے مار دینے کا عزم لیے انتہائی طیش میں چلے آ رہے ہیں۔ مگر دیکھو تو وہ فداکاروں اور جانثاروں میں اول درجے کے آدمی ہیں۔ جن کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنی گستاخی تو دور کی بات ہے ذرہ برابر سرتابی و بے توجہی برداشت نہیں ہے۔ یہ وہ تنہا مقام اور ناموس محمدی ہے جہاں بار بار فرماتے ہیں ''دعنی اقتل ھذا المنافق'' مجھے اجازت دیجئے تا کہ میں اس منافق کا سر قلم کر دوں۔ گئے تھے اس لیے کہ سر محمد کاٹ لا کر مشرکین و مخالفین کے حوالے کر دوں کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اب عالم یہ ہے کہ سر تسلیم ہر وقت خم ہے اور پکار پکار کر کہہ رہے ہیں:

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

قریش و دیگر نے آپ اور آپ کے حرم و ازواج کے سلسلہ میں ہزل سرائی اور ہجوگوئی کر ڈالی۔ جانثاروں اور یاروں نے پورے کے پورے قصیدے پڑھ ڈالے:

ھجوت محمدا فاجبت عنہ
وعند اللہ فی ذاک الجزاء
ھجوت مبارکا برا حنیفا
امین اللہ شیمتہ الوفاء
فان ابی و والدی و عرضی
لعرض محمد منکم وقاء

اور فرمایا

واحسن منک لم تر قط عین
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرءا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

جبری شادیوں میں بے جوڑ اور کم عمری کی شادی کے جھمیلے کا شکوہ عام ہے۔ اور میاں بیوی میں عمر اور سن و سال کے تفاوت کے قصے بھی دہرائے جاتے ہیں۔ اور ذہنی عدم توافق اور جسمانی فرق کا راگ الاپنے کا روگ عام طور پر لوگوں نے پال رکھا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا بھی ہے۔ مگر میاں بیوی چاہے جتنی خوشگوار زندگی گذار رہے ہوں مگر گردو پیش اور ماحول و معاشرہ کی آنکھوں

سے بچ جانا اوران کے تیز تیر ونشتر سے بچ نکلنا کیوں کر ممکن ہوسکتا ہے۔ کیوں کہ اعتراض اور ہمز ولمز کرنا گویا معاشرہ وسماج کا پیدائشی حق ہے۔ اس کے بغیر نہ سوسائٹی قائم رہ سکتی ہے اور نہ اس چٹخارے اور ملح الکلام کے بغیر کوئی طعام ہضم ہوسکتا ہے۔ عامۃ الناس وعوام کالانعام کا تو ذکر چھوڑ و انتہائی پر وقار وعہدیدار بھی اس بیکار و بیہودہ مشن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اپنے مردہ برادر اور بھائی کا گوشت کھانے اوراس کا تعفن وبدبو پھیلانے میں طاق نظر آرہے ہیں اور سوشل میڈیا اور نیشنل اور انٹرنیشنل ذرائع ابلاغ ان ہفوات اور شناعات کو عام کرنے میں رات دن ایک کئے ہوئے ہیں۔

ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے
انجام گلستاں کیا ہوگا

الغرض کسی کو جوڑی اچھی نہیں لگتی، کسی کو جوڑا اچھا نہیں لگتا۔ اور جتنے منہ اتنی باتیں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ کس کس کا منہ بند کروگے۔ وہ خود ہی ایک دن اپنے منہ کی کھائیں گے اور دوسروں کی عزت کو وہ کیا بٹہ لگائیں گے بلکہ اپنی عزت وہ خود گنوائیں گے اور دنیا کی نظروں سے گر جائیں گے۔ ان سب سے قطع نظر بعض بے جوڑ کی شادیاں پرابلم پیدا کرتی ہیں اور ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے بے من کا بیاہ کنپٹی میں سیندور والی مثل کے مصداق ٹھہرتی ہیں۔ مگر اس کے بالکل برعکس ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور پیارے رسول ﷺ کی شادی باوجود سن وسال کے تفاوت کے ایک مثالی ازدواجی زندگی کا پتہ دیتی ہے۔ آپسی میل ومحبت، قلبی لگاؤ، دلی چاہت، ذہنی ہم آہنگی اور حسن معاشرت کی ایسی بہترین مثال اور بھرپور وخوشگوار زندگی چشم فلک نے نہیں دیکھی ہوگی۔ دنیا کے ہر میدان میں اور خانگی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ایک عظیم اور صالح اخلاقی، اقتصادی، معاشی، معاشرتی، سیاسی انقلاب چند سالوں میں برپا کرنے میں وہ آپ کے شانہ بشانہ رہیں۔ اور بطور خاص تعلیمی وتربیتی اور سنگین جنگی ومعاشی محاذوں پر اور قدم قدم پر ساتھ دینے والی اس بیوی اور ہوم منسٹری نے نصف علوم اسلامیہ اور دنیویہ کی نشر واشاعت کی خود ذمہ داری رضا کارانہ طور پر سنبھال کر اور ایک جھونپڑی میں بیٹھ کر شوہر کی گھریلو زندگی کو مثالی اور کامیاب ترین ہی نہیں بنایا بلکہ ہر سطح اور ہر محاذ پر رضا کارانہ ووالہانہ اور سرفروشانہ ودیوانہ وار بڑھ چڑھ کر شریک وسہیم کاروبار جہاں بن گئی۔ اس پر صرف سن وسال کے تفاوت کا شاخسانہ کھڑا کر کے اس کو کوئی اور رنگ دینا اور کسی اور رخ پر لے جانا عدل وانصاف، ایمان اور اخلاق وکردار کا دیوالیہ پن یا مجنون کی بڑ اور ضد وعناد اور ہٹ دھرمی کی انتہاء ہی کہا جاسکتا ہے۔ یا سادگی ایسی کہ اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا۔

اس مثالی ازدواجی زندگی کے اتنے پہلو ہیں اور اس زوجہ طاہرہ وصدیقہ رسول کریم ﷺ کی حیات مبارکہ سے مربوط اتنے واقعات ہیں کہ اس کے لیے دفتر چاہیے۔ بعد مممات النبی افضل الخلق صلی اللہ علیہ وسلم اس زوجہ نیک سیرت اور پاک طینت کے تقریبا چالیس سال ایسی وفاداری، سلیقہ شعاری وفداکاری، دینداری وامانتداری، روزہ داری وعبادت گزاری، پاکدامنی وعفت مآبی اور دنیائے انسانیت کے سب سے بزرگ وبرگزیدہ اور اولیاء صحابہ کرام کی ماں کا تعلیمی وتربیتی واخلاقی اور نرمی ورحمدلی اور ہمدردی وغم گساری کا عدیم النظیر حق ادا کرنے والی بیوی کیا چشم فلک نے کبھی دیکھی ہے؟ وہ صدیقیت کے خمیر سے اٹھی تھیں اور صداقت وصدیقیت کی آسمانی وروحانی سند وسربلندی سے سرفراز کی گئی تھیں۔ صدق وصفا اور امانت وصداقت کے منتہائے کمال کی صحبت کیمیا اثر سے خواتین عالم میں سرفہرست اپنا کام ونام ثبت کر کے دنیا کو الوداع کہا تھا۔ ان کی فہم وفراست اور فقہ وفتاویٰ، علوم وفنون اور ذکاوت وفطانت اس پر مستزاد ہے اور رہتی دنیا تک کے لیے وہ ایک کھلی کتاب اور روشن باب ہے۔ رضی اللہ عنہا وارضاھا۔

اتنی کم سنی کی شادی کے جو فوائد وفلسفے اور حوائج ونتائج ہیں اس پر بہت کچھ کہا اور لکھا جاچکا ہے اور وہ ہر ایک تردد اور شکوک وشبہات کے پیدا کرنے والوں کے جواب کے لیے کافی ووافی اور ان کے دلوں کے روگ اور ذہن ودہن کے دروغ اور غلط فہمی کے علاج کے لیے شافی ہے۔ خوش گوار، اطمینان بخش، پر مسرت اور خوشیوں، شادمانیوں اور بشرط صحت تعبیر شہنائیوں سے بھری ہوئی زندگی جس کی ہر شام شام لیلۃ القدر کی طرح اور ہر صبح بہار وسیم ونسیم وشمیم کا مجسم، ہر رات شب برات اور ہر دن عید وجشن تھا، ایسی مثالی ازدواجی زندگی کے صرف دو واقعات کی طرف اشارہ کافی ہوگا کہ ایک طرف یہ بے جوڑ شادی نہ تھی بلکہ یہ ازدواجی زندگی انتہائی چاہت ولگن اور محبت سے بھری زندگی تھی، جس میں ادنی جدائی برداشت نہ تھی اور بے قراری کا عالم کیا تھا اور ایک کمسن بچی کا ایک عمر رسیدہ شریک حیات سے ادنیٰ جسمانی بُعد میں کیسی بے چینی وبے قراری درشاتی ہے تو دوسری طرف خوابوں کے شہزادوں کا جو تخیل کر کے افسانہ نگار اور تخلیق کار

اپنے ذہنوں میں منظر سجاتا ہے، حسیناؤں اور دوشیزاؤں کا ترجمان بن کر خیالی پلاؤ پکاتا ہے اور حسن خیال اور تخیل کی سربلندی کا ثبوت دیتا ہے، وہ اس آفتاب محبت کے سامنے ادنیٰ چراغ اور کرن بھی نہیں ہے جو اس کم سن عائشہ صدیقہ کے دید و دل میں اس عمر رسیدہ شوہر نامدار و پروقار کے لیے نچھاور ہوتا رہتا ہے۔

کبھی فرصت میں حدیث ام زرع بھی سن لینا۔ اس سے اس شادی خانہ آبادی کی حقیقت معلوم ہوجائے گی۔ اس امر کی طرف اشارہ کے ساتھ کہ اس وقت کے معاشرے میں ایسی کمسنی کی شادیاں عام سی بات تھی۔ عربوں کے یہاں آج بھی معیوب نہیں۔ دنیا کے بہت سے قبائل و ممالک میں بھی اس کی بہتیری مثالیں ہیں۔ خود ہندوستان میں راجاؤں، مہاراجاؤں کے یہاں عام سی بات تھی۔ بہت سے رشی منیوں اور دھرم گروؤں کے یہاں یہ شادی چنداں معیوب نہیں، بلکہ مطلوب تھی۔ اس کا نہ یہ موقع ہے اور نہ یہ میرا موضوع ہے۔ اہل علم وتحقیق اس پر داد تحقیق بہتیرے دے چکے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ احادیث کی اکثر مستند کتابوں میں باب عشرة النساء، باب حسن العشر ة، بیویوں اور عورتوں کے ساتھ خوشگوار زندگی اور ان کے حقوق ومزاج اورطبیعت وحاجات، ان کے حالات ومقتضیات اور ان کی صنف وصفات اور شناخت وحسن سلوک کے متعلق نبوی احادیث، حسن معاشرت کا ذکر اور اقوال زریں وارد ہوئے ہیں۔ اس نے لاکھوں جوڑوں اور میاں بیوی میں محبت اور اطمینان وسکون زندگی گذارنے کا سلیقہ سکھا دیا۔

آپ ﷺ نے ان عرب کے بدؤوں کو اور عورتوں کو ڈائن، منحوس ومردود اور اچھوت اور پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کئے جانے والے ماحول ومعاشرہ کو کیسے کیسے حقوق دیے ہیں اور کس کس مقام عالی پر فائز کردیا ہے؟ اور آج تک جس نے بھی اس کی ادنیٰ پاسداری اور باب عشرة النساء کو کھٹکھٹایا ہے اس نے اپنا گھر دنیا میں ہی جنت نشاں بنایا ہے، کاخ میں قصر معلیٰ کا مزہ اٹھایا ہے۔ اے کاش کہ ہم انسان اس رحمت عالم اور محسن انسانیت خصوصا جانور سے بدتر زندگی جینے والی اور ردی کی ٹوکری میں پھینک دی گئی عورت کو خیر متاع الدنیا المرأة الصالحہ قرار دینے والے نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکر گزار ووفادار ہوتے۔ جیسا کہ ایک عالم ان کا معترف وموید ہے۔

اس کسی قدر طویل تمہید کے بعد ان دو واقعات وحقائق کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

۱۔ ایک دن کا واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود بیان کرتی ہیں کہ پندرہویں شعبان کی شب کو میں سوئی ہوئی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا تو میں آپ کی تلاش میں نکل پڑی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ آپ بقیع قبرستان میں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے ڈر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ ناانصافی کرے گا؟ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! میں نے سوچا کہ آپ کسی دوسری اہلیہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔۔۔(احمد)

دوسرا واقعہ ہے خود ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے شوہر نامدار ایک دن میری آغوش میں سر مبارک رکھ کر سو رہے تھے۔ میں کبھی چاند کی طرف دیکھتی اور کبھی آپ کے رخ انور کو تاکتی۔ مجھے رخ انور کی تابانی دیکھ کر اس چاند کی روشنی مدھم پڑتی نظر آتی اور آپ کے دمکتے چہرے کی چمکتی روشنی جو آفتاب نصف النہار کو مات دے رہی تھی وہ گویا لسان حال سے گنگنا رہی ہو۔

چاند کو روشن بنا یا پھر بھی رکھا داغدار
وہ رخ انور جو چمکا نور عالم کا منار

یہ چاند ہی کیا سورج کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مشہور شعر زبان زد خاص وعام ہے۔ فرماتی ہیں:

لنا شمس وللآفاق شمس
وشمسی خیر من شمس السماء
فان الشمس تطلع بعد فجر
وشمسی طالع بعد العشاء

خود وہ مسیحائے زمانہائے عالم ونجات دہندۂ انسانیت اپنی ازواج مطہرات کو ملکہ عالم سے زیادہ محبوب ومحترم رکھتا تھا اور ہر بیوی اپنے آپ کو مقدر کا سکندر گردانتی تھی اور اس سعادت وسربلندی پر نازاں وفرحاں تھی۔ اخلاق عالیہ کا گن گاتی تھی اور نساء عالم کو خوئے وفاداری سکھاتی تھی، خواتین دنیا کو حور جنت بناتی تھی۔ کیا آپ بہنوں نے غور کیا کہ وہ عورت جو کمسنی میں اپنے سے بہت زیادہ عمر کے مرد سے بیاہ دی گئی ہو اور وہ ٹوٹ کر اپنے شوہر کو چاہتی ہو اور شوہر بھی اس کی تمام تر وفاداریوں اور فہم وذکا، فقہ وفراست اور دینداری و

دیانتداری، سمجھداری وہوشیاری، عقلمندی ودانائی، علم وہنر اور حسن وجمال کا بیحد معترف وقدردان ہو، وہ اپنے سے زیادہ عمر رسیدہ کئی کئی مرتبہ بیوگی کی زندگی گذار رہی بیوہ اور ادھیڑ عمر عورت سے عین شباب میں شادی کی ہو اور بعد از مرگ بھی اس کے محاسن ومناقب خود شوہر نامدار کے منہ سے سننے کے بعد یہ سب سے پیاری ودلاری نوجوان بیوی اس پر رشک وحسد کرے؟ تمہاری عقل وسمجھ اور دیانت داری وعدل پروری کو کیا ہوگیا ہے کہ باایں ہمہ اس کی شادی کے انتہائی مقدس رشتے پر عیش وعشرت کا الزام واتہام دھرتے تمہیں خوف خدا نہیں تو دنیا کے سامنے اس کذب وافتراء اور بدظنی پر اب بھی اشک ندامت وانابت بہانے کا وقت نہیں آیا؟ میری بہنو! ذرا انصاف سے کام لو اور غور کرو کہ صرف اللہ اور رسول کے دشمن ابولہب اور ابوجہل ہی نہیں تھے بلکہ ہزاروں لاکھوں دشمنان اسلام رسول اللہ کی سیرت طیبہ کا صحیح مصادر ومراجع سے مطالعہ کرکے مداحان وثناخوان ہوگئے اور تم بھی اس نبی پاک کی سیرت طیبہ کو پڑھ کر ان پر قربان ہوجاؤ گی۔

میں کیا شوہر بھی والد بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

اور دیکھو میرے عزیزو! سنی سنائی اور ہوائی باتوں اور رنگ آمیزی سے پرہیز کرو۔ ورنہ یہ دنیا تمہیں کہیں کی نہیں چھوڑے گی۔ تم کو اسفل السافلین میں پہنچادے گی۔ تم حقائق کی دنیا میں آؤ اور ان عظیم شخصیات خصوصا انتم اوتار، آخری رسول، خاتم النبیین وسید المرسلین کے بارے میں گنہگار و بدگمان ہونے سے بچو کہ وہ سب کے نبی ورسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاٹنے والوں اور رنگ ونسل اور مذہب ودھرم اور زمین وجغرافیہ کی بنیاد پر بانٹنے والوں، عصبیت کی بنیاد پر عداوت کرنے والوں اور جانی دشمنوں کو بھی عزیز از جان رکھتے تھے۔ بلکہ کیچڑ اچھالنے والی، سر پر غلاظتیں ڈالنے اور راہ میں کانٹے بچھانے والی اور کنواں کھودنے والی ابولہب کی بیوی ام جمیل ودیگر عورتوں کو بھی یہی نہیں کہ معاف کرتے تھے بلکہ اس کی ادنیٰ بیماری پر تیمارداری کے لیے تڑپ جاتے تھے۔

صحیح بخاری میں ایک مشرکہ عورت کا واقعہ بیان ہوا ہے جو میڈیائی پروپیگنڈوں کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعصب وعداوت روا رکھتی تھی۔ خلاصہ یہ کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ دوران سفر اہل قافلہ کو شدید پیاس محسوس ہوئی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران بن حصین اور علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہما کو پانی کی تلاش میں بھیجا۔ راستہ میں ان کو ایک عورت ملی جو پانی کی دو پکھالیں اپنے اونٹ پر لٹکائے ہوئے جارہی تھی۔ ان حضرات نے اس عورت سے دریافت کیا کہ پانی کہاں ملتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ایک دن کی مسافت پر ملے گا۔ ان حضرات نے اس عورت سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو۔ اس نے پوچھا، کہاں چلوں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں۔ اس نے کہا، وہی جن کو لوگ صابی (بددین) کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہی ہیں جسے تم کہہ رہی ہو۔ اچھا، اب چلو، بالآخر یہ دونوں حضرات اس عورت کو رسول اللہ کی خدمت مبارک میں لے آئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر لوگوں نے اس عورت کو اونٹ سے اتارلیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک برتن طلب فرمایا اور دونوں پکھالوں کے منہ اس برتن میں کھول دیئے۔ پھر ان کا اوپر کا منہ بند کردیا۔ اس کے بعد نیچے کا منہ کھول دیا اور تمام لشکریوں میں منادی کردی گئی کہ خود بھی سیر ہوکر پانی پییں اور اپنے تمام جانوروں وغیرہ کو بھی پلالیں۔ اس طرح سب سیر ہوگئے۔ جب کہ دونوں پکھالوں میں پانی پہلے سے بھی زیادہ موجود تھا۔ وہ عورت کھڑی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس خاتون کے لیے کچھ (کھانے کی چیز) جمع کرو۔ لوگوں نے اس کے لئے عمدہ قسم کی کھجور (عجوہ) آٹا اور ستو اکٹھا کیا۔ یہاں تک کہ بہت سارا کھانا اس کے لئے جمع ہوگیا۔ تو اسے لوگوں نے ایک کپڑے میں رکھا اور عورت کو اونٹ پر سوار کرکے اس کے سامنے وہ کپڑا رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے تمہارے پانی میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب کردیا۔ پھر وہ اپنے گھر آئی، دیر کافی ہوچکی تھی اس لئے گھر والوں نے پوچھا کہ اے فلانی! کیوں اتنی دیر ہوئی؟ اس نے کہا، ایک عجیب بات ہوئی وہ یہ کہ مجھے دو آدمی ملے اور وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے لوگ صابی کہتے ہیں۔ وہاں اس طرح کا واقعہ پیش آیا، خدا کی قسم! وہ تو اس کے اور اس کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے اور اس نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اشارہ کیا۔ اس کے بعد مسلمان اس قبیلہ کے دور ونزدیک کے قبائل سے نبرد آزما ہوتے تھے۔ لیکن اس گھرانے کو جس سے اس عورت کا تعلق تھا کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے۔ یہ اچھا برتاؤ دیکھ کر ایک دن اس مشرکہ عورت نے اپنی قوم سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ تمہیں جان بوجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ تو کیا تمہیں اسلام کی طرف کچھ رغبت ہے؟ قوم نے عورت کی بات مان لی

اوراسلام لے آئی۔

تم غالباً نہیں جانتے البتہ دنیا جانتی ہے کہ اس نے عیش وعشرت اور عیاشی و فحاشی کی کتنی ہی بھینٹ چڑھی بچیوں کو عزت وناموس اور عفت وحشمت کی زندگی گزارنے کی راہ دکھلائی اور دنیاوی جہنم سے نکال کر ان کی دنیا کو جنت نشاں بنادیا۔اور ہزاروں داستانیں قرطاس عالم پر بکھری پڑی ہیں۔تم ذراانصاف سے کام لو اور اپنے آپ کے ساتھ عدل کروتو تم بھی جانثاران مصطفیٰ اور فداکاران مجتبیٰ اور محبان محمد ﷺ میں داخل ہوجاؤ گے۔

زیادہ پریشان نہ ہو، جب فضاہر طرح سے مسموم ہو اور نفرتوں کا بیج بویا جارہا ہو، بدگمانیوں کی آندھی چل رہی ہو، جھوٹ اور پروپیگنڈوں کا بازارگرم ہواور افتراپردازی اور اتہام بازی کا طوفان کھڑا ہواور تاریخ واتہاس میں خیانت وتزدیر کا جھکڑ چل رہا ہوتو تمہارے جیسے معصوم یا مسموم ذہنوں کا خراب ہوجانا ،زبان ولہجہ کا تلخ ہوجانا اور تہذیب وشرافت سے روٹھ جانا کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔حیرت واستعجاب کے سمندر میں ڈوب جانا تو اس بات پر ہے کہ جوان حقائق سے باخبر ہیں اوراس ہستی کو جانتے اور مانتے ہیں پھر بھی اپنے حصے کا حق نہیں ادا کرتے ہیں بلکہ اس امانت کو جوان کے مالک اور پھران کے محسن و مورث نے ان کے لیے ودیعت کررکھی تھی اس کو ادانہیں کرتے ہیں۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے
قصور اپنا نکل آیا

ہم کیوں ضد کریں کہ تم ہی سب سے بڑے قصوروار ہو اور معذور کسی بھی مرحلے میں نہیں ہو، سب کچھ تمہارے تعصب وعناد اور عداوت وبغاوت کا کرشمہ ہے۔بدگمانی وبدظنی اور پروپیگنڈہ کا اثر ہے۔مذہب ودھرم کا نشہ چڑھا ہوا ہو اور تہذیب وثقافت کا پاس ولحاظ بھی کم ہوتا جارہا ہو، ایسی سوسائٹی میں خصوصاً ماحول جذباتی بنادیا گیا ہواور وقت کے سب سے بڑے ماہرین خاص طور پر میڈیا کی کرشمہ سازی ہوتو ایسی زبان وبیان کا صدور چنداں مستبعد نہیں۔دل میں کدورتیں بھی بھری ہوئی ہوں تو تعجب نہیں۔تمہیں اس زمانہ کا قصہ سناتا ہوں جو خود اس زمانہ میں جی رہا تھا جس میں محمد ﷺ موجود تھے مگر کچھ مذہبی جنون، کچھ پروپیگنڈے اور کچھ مال ودولت، جاہ وحشمت اور حواری ومواری کی کثرت واکثریت نے ایک ایسے شخص کا موڈ خراب کردیا اور اس کا ذہن ودماغ اتنا مسموم وغضبناک ہوگیا کہ اس نے محمد عربی ﷺ کو اور ان کے ماننے والوں کو جنگوں میں صفحہ ہستی سے مٹا کر اور ان کو بھوکوں مار کر ختم کردینے کا پری پلان کرنے نکلا اوراس کے لیے وہ سب کچھ کیا جو اس کے بس میں تھا۔ایک موقع آیا کہ تمام قبائل عرب وعجم کو اکٹھا کرنے کی ٹھان لی اوراس مشن پر نکل گیا۔تفصیلات سے قطع نظر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے ہاتھوں گرفتار ہوگیا اور اسے مسجد نبوی کے ستون میں باندھ دیا گیا۔اب آگے کا واقعہ سنو۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے آکر پوچھا، کیوں ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے۔’’وہ بولا میرے پاس بہت کچھ ہے، اگر آپ مجھ کو مارڈالیں گے تو ایسے شخص کو ماریں گے جو مستحق قتل ہے اور اگر آپ احسان کریں گے تو ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر گزاری کرے گا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم روپیہ چاہتے ہیں تو مانگیے، جو آپ چاہیں گے ملے گا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسی حالت میں رہنے دیا۔پھر دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا: کیا ہے تیرے پاس اے ثمامہ؟ اس نے کہا وہی جو میں آپ سے کہہ چکا ہوں، اگر آپ احسان کریں گے تو احسان ماننے والے پر کریں گے، اگر مارڈالیں گے تو اچھی عزت والے کو مارڈالیں گے، اگر روپیہ چاہتے ہیں تو جتنا مانگیں گے ملے گا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسی حالت میں رہنے دیا۔اسی طرح تیسرے دن پھر تشریف لائے اور پوچھا: تیرے پاس کیا ہے اے ثمامہ؟ اس نے کہا وہی جو میں آپ سے کہہ چکا۔احسان کرتے ہیں تو میں شکر گزار رہوں گا، مارتے ہیں تو ماریں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا چھوڑ دو ثمامہ کو۔وہ مسجد کے قریب ایک کھجور کے درخت کی طرف گیا اور غسل کیا پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا **اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله** اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی قسم! آج سے قبل آپ سے زیادہ کسی کا چہرہ میرے لیے برا نہ تھا اور اب آپ کے روئے مبارک سے زیادہ کسی کا چہرہ مجھے محبوب نہیں ہے، قسم اللہ کی! آپ کے دین سے زیادہ کوئی دین میرے نزدیک برا نہ تھا اور آپ کا دین اب سب دینوں سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔قسم اللہ کی! کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مجھے برا نہ معلوم ہوتا تھا، اب آپ کا شہر سب شہروں سے زیادہ مجھے پسند ہے۔(مسلم)

اللہ اللہ! کیا اسیری ہے اور کیا رہائی ہے بلکہ یہ کیسی رہائی ہے اور کیسی اسیری ہے!

☆☆☆

اسلام میں سنت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کا مقام

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

قارئین کرام! اسلام کی بنیاد دو چیزوں پر ہے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری حدیث پاک، اسی کا دوسرا نام سنت ہے، علماء محققین کا اتفاق ہے کہ قرآن کریم کے بعد سنت نبویہ پر عمل کرنا واجب اور لازم ہے اور کوئی شخص اس وقت تک مومن، قرآن کا عامل نہیں ہوسکتا جب تک اس کا عمل حدیث پر نہ ہو۔ ارشاد باری ہے۔ فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لاَ یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ’’سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ ایماندار نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کرلیں۔‘‘ (النساء: ۶۵)

اسی طرح کوئی بھی شخص خواہ وہ زبان وادب کا کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو وہ قرآن کریم کو اس وقت تک نہیں سمجھ سکتا جب تک کہ وہ فہم قرآن کے لئے احادیث نبویہ کا سہارا نہ لے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا۔ اور ان سے بڑھ کر زبان وادب کا عالم کون ہوسکتا ہے لیکن وہ بھی قرآن کریم کی بہت ساری آیات کریمہ کو نہیں سمجھ سکے، انہیں رسول گرامی ﷺ نے سمجھایا ان آیات کی وضاحت فرمائی پھر انہیں شرح صدر وتسکین قلب ہوا۔

یہ قرآن وسنت ہمارے دو ایسے روشن وبنیادی مآخذ ہیں جن کے ذریعے ہم نے تہذیب وتمدن، علوم وفنون، فقہ وقانون کے خوش رنگ دبستان سجائے ہیں، اور اس عالم آشفتہ کی زلف وکاکل کو سنوارا اور چمکایا ہے اور چہار دانگ عالم میں اپنی عملی وفکری عظمت کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اور پوری دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا ہے، ہماری روشن تاریخ اور بڑھتے ایمانی قافلے نے مغرب کو پریشانی میں مبتلا کردیا اور وہ اس اندیشے کے شکار ہوگئے کہ کہیں یہ قوم مسلم کتاب وسنت کے تمسک کے ذریعے دوبارہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل نہ کرلے اور اپنی عظمت وسطوت کے پرچم نہ لہرادے۔ چنانچہ مغرب کے ان عیاروں نے کتاب وسنت کے بڑھتے نفوذ کو روکنے اور مسلمانوں کو ان کے مصادر اصلیہ سے دور کرنے اور ملی تشخص سے محروم کرنے کے لئے مستشرقین کی جماعت تیار کی جس نے علم وتحقیق کے نام پر زہریلے لٹریچرس تیار کئے، قرآن وحدیث کو ہدف تنقید بنایا۔ احادیث نبویہ پر بے بنیاد اعتراضات گھڑے اور ان میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کی، حقیقت یہ ہے کہ تدوین حدیث کا کام حیات نبوی ہی میں آپ کے حکم واجازت سے شروع ہوچکا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محبوب مشغلہ حدیث نویسی تھا اور یہ مقدس کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک پوری جماعت کرتی تھی، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان کل ما سمعنا منه عندنا فی کتاب یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث سنی ہیں وہ ہمارے پاس کتاب میں لکھی ہوئی موجود ہیں۔

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے رسول ﷺ کے اقوال وافعال کے بڑے دلدادہ تھے، ایک لمحہ کے لئے بھی ان کو نہیں چھوڑتے، ہر حالت میں ان کی حرکات وسکنات پر نگاہ رکھتے تھے، انہوں نے حدیثوں کو یاد کرنے کا خصوصی اہتمام کیا، نبی کی احادیث سننے اور جاننے کے لئے آپ کے دربار رسالت میں حاضری کی باریاں متعین کیں، طلب حدیث کے لئے اپنے گھروں سے نکلے، طویل مسافتیں طے کیں، سفر کی مشکلات کا سامنا کیا اور وہاں تک پہنچ کر دم لیا جہاں انہیں اپنے مقصد میں کامیابی مل سکتی تھی۔ بقول حالی

اس دھن میں آساں کیا ہر سفر کو
اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازن علم دین جن بشر کو
لیا اس سے جاکر خبر اور اثر کو

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے رجال حدیث پیدا کئے جنہوں نے شمع نبوت اور چراغ سنت کی حفاظت کی، جرح وتعدیل کا فن ایجاد کیا، رواۃ حدیث کی ثقاہت وضعف کو پرکھنے اور جانچنے کے اصول وقانون وضع کئے، تاکہ اس کے ذریعے اگر کوئی شخص بدعت کو سنت میں داخل کرنا چاہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنا چاہے تو اسے منہ کی کھانی پڑے اور وہ معاشرہ میں منہ دکھانے کے لائق نہ رہ جائے، تاریخی تسلسل کے ساتھ حفاظت حدیث کا یہ شاندار انتظام رب العالمین کے اس فرمان کی بناء پر ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْن ’’ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔‘‘ (الحجر: ۹) امام بن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ’’ذکر‘‘ سے مراد قرآن وحدیث دونوں ہیں۔ سنت نبوی کی عظمت کے تعلق سے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں، **سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم كسفينة نوح من ركبها نجاو من بعد عنها هلك** نبی ﷺ کی سنت کشتی نوح علیہ السلام کی مانند ہے، جو اس پر سوار ہوگیا (چاہے وہ جانور ہی کیوں ہو) بچ گیا اور جو سوار نہیں ہوا (چاہے وہ نبی کا بیٹا کیوں نہ ہو) وہ ہلاک ہوگیا۔

امام بربہاری رحمہ اللہ عقیدہ کے متخصص، شرح اعتقاد اہل السنۃ کے مولف، عبقری انسان ہیں فرماتے ہیں **السنة هى الاسلام والاسلام هو السنة** سنت ہی کا نام اسلام ہے اور اسلام کا نام سنت ہے، آپ حدیث سے متعلق المنار المستنیر کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں یعنی روشنی کا ایسا مینار جس سے سفر کرنے والا روشنی حاصل کرتا ہے، پہلے صحرائی مسافر کے لئے جا بجا قندیلیں روشن کی جاتی تھیں تاکہ قافلے کو صحیح سمت مل جائے اور وہ اپنی منزل پر پہنچ جائیں، جس طرح سمندر میں لائٹنگ سسٹم ہوتی ہے، جس سے جہاز چلتا ہے۔ اگر روشنی کا یہ نظم نہ ہو تو سفر کرنے والے بھٹک

جائیں گے بلکہ سب ہلاک ہوجائیں گے۔اسی طرح سنت نبوی کی روشنی ہے اس ''منارمستنیر'' سے اگر روشنی ورہنمائی حاصل کریں گے تو منزل مل جائے گی ورنہ صحراوی وسمندری مسافروں کی طرح ہلاک ہوجائیں گے۔یادرکھیں مشعل راہ صرف قرآن وحدیث ہیں،منامات،کرامات،بزرگوں کے من گھڑت قصے چراغ راہ نہیں ہیں اوران کے ذریعے ہم منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔بقول سعدی

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

یقین مانیں نبی کی سنت پرعمل کرنے سے دین مضبوط ہوتاہے اگرہم نے اپنے نبی کے فرمان سے اعراض کیا تو دین کی دیواریں گرجائیں گی اور ہماری عظمت پیوند خاک ہوجائے گی۔عمرفاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل سے ہمیں یہی پیغام دیاہے کہ دین سنت کانام ہے،جب حالت نماز میں ایک خارجی نے آپ پرحملہ کیا،زخم کاری تھا، آنت باہرنکل گئی،لوگ آپ کی عیادت کے لئے آتے تھے،ایک جوان بھی آیا،آپ کےاوصاف وکمالات بیان کرنے کے بعدوہ جانے لگاتوامیرالمومنین نے اسے بلانے کااشارافرمایااورکہایاابن اخی، **ارفع ثوبک، فانہ ابقی لثوبک واتقی لربک** (بخاری باب قصۃ البیعۃ ۳۷۰۰)عزیزم!ازارٹخنہ سےاوپرکرلیں اس سے آپ کاکپڑابھی صاف رہےگااوراللہ کاتقویٰ پیداہوگا۔امیرالمومنین نے انتہائی نازک گھڑی میں سنت نبوی کےاہتمام کی تاکیدفرماکردین میں اس کی حیثیت کواضح کیا۔

قارئین کرام!اللہ تعالیٰ جب دیکھتاہے کہ مسلمانوں نےاس کےمحبوب کی سنت ،طوروطریقے کوچھوڑکردوسری قوموں کی تہذیب وروایت پرفداوقربان ہونے لگے ہیں تومسلمانوں کو ان قوموں کے حوالے کردیتاہے اور ان ہی کے رحم وکرم پر چھوڑدیتاہے،پھروہ ان کوتباہ کردیتے ہیں ان کے نام ونشان مٹادیتے ہیں۔دیکھا نہیں کہ مسلمانوں نے اسپین میں تقریباً آٹھ سوسالوں تک حکومت کی،پھرکیا ہوا زوال کامنہ کیوں دیکھناپڑا؟اس لئے کہ دھیرے دھیرےان کی زندگی سےاسلام کا رنگ اترتاگیا،اورعیسائیت کارنگ چڑھتاگیا،اوراس کاانجام یہ ہواکہ عیسائیوں نے ایک بھی مسلمان کونہیں بخشا،کاش ہم تاریخ کے اس داستان خونچکاں سے عبرت حاصل کرتے اوراپنے دینی تشخص وامتیازکی لکیروں کی حفاظت کرتے،اپنی زندگی سےسنت کے چراغوں کوبجھنے نہیں دیتے،اس کے برخلاف مسلمان جب تک اللہ سے وابستہ رہے،کتاب وسنت کوتھامے رہے،سنت کی مشعل لےکراقصائے عالم میں نکل گئے،تب تک وہ غالب رہے،فاتح وناصر بنے،افریقہ،یورپ،یونان پرحکومت کرتے رہے،اوریہاں کےحکمرانوں نے اپناتاج وتخت ان کےقدموں میں ڈال دیا اورجب انہوں نے اللہ پربھروسہ کرناچھوڑدیا،غیروں کے درکےسوالی بن گئے اور دوسروں کےسامنےسرجھکاناشروع کردیا،سنت نبوی سےمنہ موڑکریہودونصاری اور مغربی تہذیب کی نقالی شروع کردی،تواللہ نےانہیں چھوڑدیااورجسے اللہ چھوڑدے اوررسوائی مقدرکردےتوپھرکون ہےجواس کی مددپرقدرت رکھتاہو؟یہی وہ حقیقت ہےجواس آیت کریمہ میں بیان کی گئی ہے۔**اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ** ''اگراللہ تعالیٰ تمہاری مددکرےتوتم پرکوئی غالب نہیں آسکتااوراگروہ تمہیں چھوڑدےتواس کے بعدبھی کون ہےجوتمہاری مددکرے؟ایمان والوں کواللہ تعالیٰ ہی پربھروسہ رکھناچاہیے۔(آل عمران:۱۶۰)

اس سنت کےبغیرہم اپنی زندگی نہیں گزارسکتے،زندگی کےتمام اصول وآداب، آئین وہدایات اسی سنت میں موجودہیں،کھانے،پینے،سونے،جاگنے کےعلاوہ اللہ کی معرفت،اس کی صفات،نزول،کرسی،عرش،جن وملائکہ تمام چیزوں کوہمارے نبی نےکھول کربیان فرمادیاہےاللہ کی صفات کی ایسی تشریح کی ہےکہ گویاہم اللہ کودیکھ رہے ہیں،قیامت سےقبل آنےوالےفتنوں کا،علامات قیامت کاایسانقشہ کھینچاہے گویاہم ان تمام فتنوں کودیکھ رہےہیں،آخرت کےتمام احوال اس طرح بیان کئے ہیں گویااسے ہم سرکی آنکھوں سےدیکھ رہے ہوں ایسی کوئی بھی چیزنہیں جس کے بارے میں ہمارےنبی نےہمیں نہیں بتایاجیساکہ ابوذرغفاریؓ بیان کرتےہیں۔**لقد ترکنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا أذکرنا منہ علما** (مسند احمد، مسند الانصار) اللہ کےنبی دنیاسے تشریف لےگئےلیکن آسمان میں اڑنےوالےپرندہ کاعلم بھی ہمیں دےکرگئے۔

اس واضح حقیقت کےباوجودکچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئےقرآن ہی کافی ہے،سنت پرعمل کرنےسےامت میں انتشارپھیلتاہےعقل کےدشمن کوکون سمجھائےکہ اہل قرآن اوقات نماز میں مختلف ہوگئے،کوئی دووقت،کوئی تین وقت اور کوئی پانچ وقت کہتاہے۔کوئی کہتاہےتکبیرکےساتھ کوئی بلاتکبیرکےاورکوئی فارسی میں تکبیرکہےجانےکی بات کرتاہے۔

مسلمانوں کی زندگی میں عمل بالحدیث کانمایاں مقام رہاہے،اس کےبغیرزندگی کاتصورہی محال تھا۔چنانچہ خلافت راشدہ میں سنت رسول پرعمل ہوتارہاہے،تابعین، تبع تابعین کےزمانےمیں قرآن وحدیث ہی ہرمسئلہ کی دلیل ہواکرتاتھا،چاروں ائمہ کرام کےاقوال سےمعلوم ہوتاہےکہ وہ اہل حدیث تھےاورعلم حدیث کوامت محمدیہ تک پہنچانےمیں اپنی پوری زندگی لگادی۔اسی طرح محدثین کرام نےاحادیث رسول کوزندہ وتابندہ رکھنےکےلئےانتھک کوششیں کیں،برف پوش پہاڑوں،دشوار گزارگھاٹیوں کوطےکیا،طویل مسافتیں طےکیں،درختوں کےپتےچبائے،ان کے پاؤں میں چھالےپڑےلیکن سماع حدیث،تدوین حدیث،مسندعالی کےحصول کی راہ میں تمام آلام ومصائب کوبرداشت کیاوہ مسکراتےرہے،رب کاشکراداکرتے رہےاورمختلف بلادوممالک اسلامیہ کاچکرلگاتےرہے،پھرامت مسلمہ کےسامنےصحیح احادیث کامرقع،احادیث نبویہ کاحسین گلدستہ،احکام شریعت پرمشتمل تاریخی دستاویزپیش کیا،تاکہ افرادامت کےقلوب وارواح،سنت کےان چراغوں سےروشن ومنورہوجائیں اوروہ گلہائےرسالت مآب کی بھینی بھینی خوشبوسےمعطرہوجائیں،ان کےقدم اس روشن شاہراہ پررواں دواں ہوں جس کی رات بھی دن کی مانندہے۔ جہاں کوئی اندھیرانہیں اورجس سےالگ ہونےوالےکی خیرنہیں،**لا یزیغ عنھا بعدی الاھالک** (سنن ابن ماجہ،باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین)ان محدثین کرام کی قبروں پررحمت الٰہی کی بارش ہو۔

☆☆☆

ناموس رسالت کا تحفظ اور اس کے تقاضے

ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی
میڈیا کوآرڈینیٹر، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

افضل الخلق، سید البشر، صاحب خلق عظیم، دریائے نبوت کے در یتیم، فخر کونین، محسن انسانیت، ختم المرسلین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے احمد ومحمد، سزاوار ستائش ولائق تعریف، مصطفیٰ ومجتبیٰ اور حسب ونسب، شکل و شباہت، اخلاق وکردار، اطوار وشمائل، نبوت ورسالت اور تعلیم وپیغام ہر لحاظ سے اعلیٰ وارفع، افضل واشرف اور جامع کمالات وستودہ صفات بنایا اور آپ کی حیات طیبہ کے ہر ہر لمحہ اور ہر ہر گوشہ کو پوری انسانیت کے لیے بہترین آئیڈیل اور عمدہ نمونہ قرار دیا۔

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا" (الاحزاب:۲۱) "یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک کتاب زندگی کا حرف حرف موتی اور ورق ورق آفتاب عالمتاب ہے۔ اور آپ کے جمال جہاں آرا کا عالم یہ ہے کہ بقول ام معبد خزاعیہ:

"پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ توند نکلی ہوئی، نہ چندیہ کے بال گرے ہوئے، زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ وفراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک، سرگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش وقار کے ساتھ، گویا دل بستگی لیے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ ودلفریب، قریب سے نہایت شیریں وکمال حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی وبیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی، میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی، زیبندہ نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ منظر والا قد، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد وپیش رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں، حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں، مخدوم، مطاع نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔ (قاضی منصور پوری: رحمۃ للعالمین)

اور بقول ابوطالب:

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامی عصمۃ للأرامل
نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

اب قرآن کی زبانی آپ کے اخلاق کریمانہ کا ذکر جمیل ملاحظہ فرمائیں۔

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ" (التوبہ:۱۲۸) "تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔"

"نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ. مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ. وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ. وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (القلم:۱-۴) "قسم ہے قلم کی اور اس کی جو کچھ کہ وہ فرشتے لکھتے ہیں۔ آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہیں۔ اور بیشک آپ کے لیے بے انتہا اجر ہے۔ اور بے شک آپ بہت عمدہ اخلاق پر ہیں۔"

محسن انسانیت کے روز وشب کا وظیفہ تھا:

"هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ" (الجمعہ:۲) "وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

سماج ومعاشرہ میں آپ کی انسانیت نوازی کا حال ذرا مائی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی زبان حقیقت بیاں سے سنیے۔ کہا شوہر نامدار! "کلا ابشر فواللہ لا یخزیک اللہ ابدا، واللہ انک تصل الرحم وتصدق الحدیث وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق" (بخاری)

"اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ آپ خوش رہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، بات سچی بولتے ہیں، ناداروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے پیش آنیوالی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔"

آپ ﷺ انسانیت کے سب سے بڑے محسن اور بہی خواہ تھے، اور شب وروز

اسی دھن میں غلطاں وپیچاں اور کوشاں وپریشاں رہتے تھے کہ اللہ کے بندوں کا رشتہ اس کے پالنہار سے استوار اور مضبوط ہوجائے اور ساری انسانی برادری بلا کسی تفریق کے خیر وسعادت اور امن حقیقی سے ہمکنار ہوجائے۔آپ کو نہ ستائش کی تمنا تھی نہ صلے کی پرواہ،آپ الفت بانٹنے اور پیغام محبت سنانے آئے تھے۔

”قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى“(الشوریٰ:۲۳)”کہہ دیجئے کہ میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا،مگر محبت رشتہ داری کی“۔اگر آپ کو نعوذ باللہ دنیوی جاہ وحشمت،زر وزن اور عیش وطرب کی چاہت ہوتی تو عقبہ بن ربیعہ ودیگر سرداران قریش کے اس لبھاؤنے آفر کو حقارت سے ٹھکرا نہ دیتے جس میں عرب کی سروری وشاہی،مال ودولت اور خوب صورت ترین عورتوں کی پیش کش کی گئی تھی۔

آپ ﷺ کو تو بس ایک ہی تڑپ تھی کہ انسان کسی طرح ہدایت پا جائے اور اس فکر اور خیر خواہی کے جذبے میں گھلے جاتے تھے کہ وہ سعادتِ ایمان سے ہمکنار ہوجائے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور تلقین فرمائی کہ”فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا“(الکھف:۶)”پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کرڈالیں گے“۔

آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق وبلند کردار کی گواہی پکے مخالفین بھی دیتے تھے اور سب آپ کو صادق وامین کے لقب سے پکارتے تھے۔غیر معمولی حالات میں بھی ان کو آپ کی امانت داری وصدق مقالی کی گواہی دینے کے سوا کوئی یارا نہیں تھا۔ہرقل کے دربار میں ابوسفیان کی حق بیانی اس پر شاہد عدل ہے۔

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نہایت ہی برگزیدہ،پیارے اور محبوب بندے اور رسول ہیں۔آپ کی کمال محبوبیت کا عالم یہ ہے کہ اللہ نے کبھی آپ کو آپ کے نام کے ساتھ مخاطب نہیں فرمایا،کبھی شاہد فرمایا تو کبھی مبشر،کبھی مزمل فرمایا تو کبھی مدثر سے خطاب کیا،کبھی نبی کہا تو کبھی رسول۔”مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى“ (الضحیٰ:۳) جیسے پیار بھرے الہامی کلمات کے ذریعہ ہمیشہ آپ کی تسلی ودلبستگی فرمائی۔اور رہتی دنیا تک کے لیے مومنوں پر فرض قرار دیا ہے کہ وہ آپ پر درود وسلام کی ڈالیاں اور گلدستے بھیجیں:”اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا“ (الاحزاب: ۵۶) ”اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو!تم(بھی)ان پر درود بھیجو اور خوب سلام(بھی)بھیجتے رہا کرو“۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت ومحبت اور شہادت کو نہ صرف یہ کہ آپ کی اطاعت و محبت اور شہادت سے جوڑ دیا ہے۔بلکہ آپ کی محبت واطاعت اور شیفتگی وجانثاری اور فداکاری کو ایمان کا معیار اور کسوٹی قرار دیا ہے۔اور ساری محبتوں پر آپ سے محبت کو ترجیح دی ہے اور اسے ساری خواہشات وجذبات پر مقدم رکھا ہے۔

”قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ“ (التوبہ:۲۴)”آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے،اس کے رسول سے اور اس کی راہ کے جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں،تو تم اللہ کے حکم سے عذاب کے آنے کا انتظار کرو۔اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا“۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:”لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین“(بخاری)”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد اس کے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں“۔

ایک مرتبہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا،یا رسول اللہ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں سوائے میری جان کے۔آپ نے فرمایا نہیں،اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں،سیدنا عمر نے عرض کیا تو پھر واللہ اب آپ میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں عمر!اب تمہارا ایمان مکمل ہوا۔(بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی عصمت وناموس کے تحفظ کا تقاضہ ہے کہ آپ کے ہر ہر حکم کی اطاعت وپیروی کی جائے اور ہر ہر فیصلے کی بجاآوری وتعمیل کشادہ دلی سے کی جائے”فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا“ (النساء:۶۵)”سو قسم ہے تیرے پروردگار کی!یہ ایماندار نہیں ہوسکتے،جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں،پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں“۔

ایک مومن خالص پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وفدائیت کے ساتھ ساتھ آپ کی عزت وتکریم،تعظیم وتوقیر اور نصرت وتائید بھی لازم ہے۔فرمایا:”اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا.لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ

وَتُوَقِّرُوْهُ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلاً .اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِه وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا" (الفتح ۸-۱۰)''یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ (اے مسلمانو)، تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح وشام۔ جولوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے، تو جو شخص عہد شکنی کرے وہ اپنے نفس پر ہی عہد شکنی کرتا ہے اور جو شخص اس اقرار کو پورا کرے جو اس نے اللہ کے ساتھ کیا ہے تو اسے عنقریب اللہ بہت بڑا اجر دے گا۔''

اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وپیروی، آپ سے الفت ومحبت، آپ کی عزت وتوقیر اور نصرت وتائید جس ادب وتہذیب کی متقاضی ہے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو وہ ادب وتہذیب بھی سکھائی ہے کہ شان رسالت میں کس کمال ادب سے پیش آئیں۔ ان کا احترام کریں۔ آپ کے لیے ایسے الفاظ والقاب استعمال نہ کریں جن سے آپ کی عظمت متاثر ہوتی ہو اور ایسے جملے استعمال نہ کریں جس سے شان رسالت مجروح ہوتی ہو۔ آپ سے متعلق ہر طرح کے غلو اور جفاء سے پرہیز کریں۔ آپ کے حکم کے آگے بلا چوں وچرا سر تسلیم خم کردیں۔ آپ کے فرمودات کی موجودگی میں عقل وفکر کے گھوڑے نہ دوڑائیں اور دانشوری کے عجب میں مبتلا نہ ہوں، فتویٰ بازی سے باز رہیں۔ نبی اور ان کے وارثین کی مجالس میں اپنی آواز پست رکھیں۔ بنوتمیم کے گنواروں کی طرح پیش نہ آئیں۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور ادب واحترام کے تقاضوں کا خیال نہ رکھنا کھلی بے عقلی کی بات ہے۔ فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْم.يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ.اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ .اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ.وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" (الحجرات:۵)''اے ایمان والے لوگو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ اس سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بیشک جولوگ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے مغفرت اور بڑا ثواب ہے۔ جولوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر (بالکل) بے عقل ہیں۔ اگر یہ لوگ یہاں تک صبر کرتے کہ آپ (خود) ان کے پاس آجاتے تو یہی ان کے لیے بہتر ہوتا، اور اللہ غفور ورحیم ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے جہاں اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو سمجھیں اور اپنی ذات اور اہل عیال کے حقوق پر آپ کے حقوق کو مقدم رکھیں وہاں آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی عزت وتوقیر کو بھی لازم ٹھہراتے ہوئے ان کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے اور اس طرح اپنے رسول کی عصمت وناموس کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اپنے رسول کے اہل خانہ کی عزت وناموس کی حفاظت کا سامان کردیا ہے۔ فرمایا:''اَلنَّبِىُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب:٦)''پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں''۔

اور اہل بیت کی نزاہت وپاکیزگی اور عفت وعصمت کے بارے میں ارشاد ہوا۔''اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا'' (الأحزاب:۳۴) ''اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کردے اور تمہیں خوب پاک کردے''۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت وصیانت اور آپ کی خاطر داری ودل بستگی اس قدر عزیز ہے کہ اس نے قصر رسالت کے ہر چہار جانب مضبوط پہرے بٹھادیے ہیں کہ کوئی دریدہ دہن ولید بن مغیرہ، العاص بن وائل، الاسود بن المطلب، اسود بن یعوث اور الحارث بن الطلاطلہ جیسا شر پسند وبدبخت تا صبح قیامت گستاخی کی جرأت نہ کرسکے، مبادا آپ ملول خاطر ہوں۔ ارشاد ہوا۔

''اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ.الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ.وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ'' (الحجر ۹۵-۹۷)''آپ سے جولوگ مسخراپن کرتے ہیں ان کی سزا کے لیے ہم کافی ہیں۔ جو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود مقرر کرتے ہیں انہیں عنقریب معلوم ہوجائے گا۔ ہمیں خوب علم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے۔''

مفسرین نے لکھا ہے ولید بن مغیرہ جیسے صنادید مکہ جو آپ کو نعوذ باللہ ساحر، مجنوں اور کاہن وغیرہ کہہ کر آپ کا مذاق اڑاتے تھے اور شان رسالت میں خاکم بدن گستاخی کے مرتکب ہوتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ہی دن میں ہلاک کردیا۔ تب سے یہ سنت جاری ہے کہ مالک یوم الدین اپنے رسول کے گستاخوں کو اولاً تو مہلت دیتا ہے، پھر وہ دیکھتے ہی دیکھتے اوروں کے لیے سامان عبرت بن جاتا ہے۔

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے آپ کی عزت وناموس کا خود دفاع فرمایا ہے اور اس سلسلے میں ایک مکمل سورت نازل فرمائی ہے۔"اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ. اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ" (الکوثر) "یقیناً ہم نے تجھے (حوض) کوثر (اور بہت کچھ) دیا ہے۔ پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ یقیناً تیرا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔"

لہٰذا جب رسول اللہ ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہو اور جن کا دفاع اللہ تعالیٰ کررہا ہو تو دنیا کی کوئی بھی طاقت اس کا بال بیکا نہیں کرسکتی۔ اور دنیا خواہ کچھ بھی کرلے شان رسالت میں ادنیٰ کمی نہیں آسکتی ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر جمیل کو دونوں جہاں میں بلند کردیا ہے"وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" (الانشراح:۴) "اور ہم نے تیرا ذکر بلند کردیا"۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات، عزت وناموس اور آپ کے پیغام رحمت وانسانیت سے کھلواڑ کرنے والا وقتی طور پر خواہ کتنا ہی طاقت ور ہو بالآخر اس کا منھ کالا ہوگا۔ وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں رہ رہا ہو اسے حقیقی امن وشانتی اور سکون میسر نہیں آئے گا۔ وہ ادھر سے ادھر چھپتا پھرے گا اور گلے میں لعنت وملامت اور مذمت واستنکار کا طوق ڈالے دربدر بھٹکتا رہے گا۔ کیوں کہ اس نے اللہ سے لڑائی مول لی ہے۔

ایسے میں ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ہر حال میں اپنے نبی رحمت لقب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی پیروی کریں۔ آپ کی انسانیت نواز تعلیمات کے پابند رہیں اور اپنے قول وعمل اور عادت وکردار سے رسول اللہ سے محبت کا ثبوت پیش کریں۔ آپ کے پیغام امن وانسانیت کو عام کریں، آپ کی سیرت طیبہ کا دراسہ کریں، نئی نسل کو اس کی تعلیم دیں، مساجد ومدارس اور اسکول ومعاہد میں سیرت کوئز اور مسابقات کے انعقاد کا اہتمام کریں۔ اپنے ہم وطن بھائیوں کو آپ ﷺ کی پاون جیونی سے اوگت کرائیں، عفو ودرگزر کو اپنی زندگی میں نافذ کریں۔ اگر کوئی دریدہ دہن شان رسالت میں گستاخی کرتا ہے تو طبعاً بتقضائے ایمان دلی تکلیف واذیت اور صدمہ پہنچنے کے باوجود جذباتیت سے بچیں۔ اور کھوکھلے نعرہ بازوں سے دور رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے السام علیکم کہنے والے یہودی کا جواب جس انداز میں دیا تھا، بوقت ضرورت وموقع محل اسی اسلوب میں جواب دیں، شاتم رسول کی سزا کے بارے میں اولاً تو فقہاء کا اختلاف ہے اور ثانیاً اس کا نفاذ اسلامی حکومت کے ذمہ ہے۔ آپ اس کے مکلّف نہیں ہیں۔ آپ شریعت کی قولاً وعملاً پیروی کے مکلّف ہیں، اس کی بجاآوری کریں۔ آپ کے اخلاق وکردار سے شعلہ بھی شبنم اور پتھر بھی موم ہوسکتا ہے۔ آپ بہر طور سیرت طیبہ علیہا افضل التحیۃ کے سفیر بنیں، صبح وشام **اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد** کا ورد کریں۔ فی زمانہ یہی سب ہم سے مطلوب ہے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۶ کا)

کہ "Tustiniah" کی وفات کے چار سال بعد 596ء میں مکہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے تمام شخصیات میں سب سے زیادہ بنی نوع انسان پر اپنا اثر چھوڑا اور وہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔...

پھر کیرن آرم سٹرانگ (Karen Armstrong) "Biography of the ProphetA-Muhammad" میں تحریر کرتی ہیں کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بنیادی توحید پر مبنی روحانیت کے قیام کے لئے عملاً صفر سے کام کا آغاز کرنا پڑا۔ جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے مشن کا آغاز کیا تو ناممکن تھا کہ کوئی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے مشن پر کام کرنے کا موقع فراہم کرتا۔ عرب قوم توحید کے لئے بالکل تیار نہ تھی... درحقیقت اس تشدد اور خوف ناک معاشرہ میں اس نظریہ کو متعارف کروانا انتہائی خطرناک ہوسکتا تھا... درحقیقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان اکثر خطرہ میں گھری رہتی اور ان کا بچ جانا قریب قریب ایک معجزہ تھا۔ (صفحہ 54-53)

آپ نے دیکھا کہ جن شخصیتوں کے اقوال ذکر کئے گئے وہ اپنے وقت کے انتہائی عظیم تھیں اور بعض تو ایسے ہیں کہ جنہوں نے تاریخ کے رخ اور دھارے کو موڑا ہے اور دنیا اب بھی ان کے نام کو انتہائی عزت و ادب سے لیتی ہے لیکن انہوں نے بھی نبی کائنات ﷺ کی تعریف وتوصیف کی اور آپ کی مرح سرائی میں رطب اللسان نظر آئے۔

وہ پاک محمدؐ ہے ہم سب کا حبیب آقا
انوارِ رسالت ہیں جس کی چمن آرائی
محبوبی و رعنائی کرتی ہیں طواف اس کا
قدموں پہ نثار اُس کے جمشیدی و دارائی
نبیوں نے سجائی تھی جو بزمِ مہ و انجم
واللہ اُسی کی تھی سب انجمن آرائی
دن رات درود اُس پر ہر ادنیٰ غلام اُس کا
پڑھتا ہے بصد منّت جپتے ہوئے نام اُس کا

(کلام طاہر صفحہ 2، ایڈیشن UK2001)

الغرض ہم دیکھتے ہیں کہ غیر مسلم مفکرین نے مختلف انداز میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور آپ کے فضائل وخصائل اور مناقب ومحامد کا تذکرہ کیا ہے جنہیں پڑھ کر ہم انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ بے شک یہ عظمت بلاشرکت غیرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصے میں آئی ہے کہ آپ جیسا حسین وجمیل، بلند اخلاق، عالی کردار اور عمدہ طور طریقے کا حامل اللہ نے نہ پیدا کیا ہے نہ کرے گا۔

نبیوں میں نبی ایسے کہ ختم الانبیاء ٹھہرے
حسینوں میں حسین ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

امت پر محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق

ام عدنان فرزانہ

اللہ کے رسول جناب محمد ﷺ ہمارے آخری نبی اور رسول ہیں۔آپ پر ایمان لانا ہم پر ضروری ہے۔اگر کوئی شخص آپ کی نبوت و رسالت کے بارے میں شک کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں ہوسکتا ہے۔کلمۂ طیبہ پر آپ غور کریں جسے پڑھ کر ایک انسان مسلمان ہوتا ہے کہ اس کا دوسرا جزء ہے ''محمد رسول اللہ'' اس کا مطلب ہے کہ ایک انسان پر ضروری ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔سید الکونین جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہماری عقیدت کے محور و مرکز ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر ناحیہ سے کامل و اکمل بنایا، رحمۃ للعالمین بنایا، بشیر و نذیر قرار دے کر اس کائنات میں مبعوث کیا، اپنا محبوب بنایا، اسراء و معراج کی سعادت بخشی، سید ولد آدم کا شرف بخشا، آپ ساقی کوثر اور صاحب مقام محمود ہیں۔آپ کو قرآن پاک کی شکل میں ابدی دستوری حیات عطا کی گئی اور تمام سابقہ امتوں پر شاہد کہا گیا۔

آپ کے فضائل وشمائل اور مناقب ومحامد اس قدر ہیں کہ انہیں کسی مختصر مضمون میں قید نہیں کیا جاسکتا بلکہ ایک بحر بیکراں چاہئے۔آپ اسلاف کرام کو دیکھیں گے کہ انہوں نے متعدد جلدوں میں سیرت کے واقعات قلمبند کئے پھر بھی کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے آپ ﷺ کی زندگی کے سبھی گوشوں کو ذکر کردیا ہے بلکہ آپ کی زندگی کے ایک ایک گوشے کو واضح کرنے کے لئے متعدد جلدوں میں مختلف کتابیں تالیف کی گئی ہیں۔محمد ﷺ کے عالی مقام اور بلند مرتبہ کا اندازہ لگانا ہو تو آپ اس بات پر سوچیں کہ کس طرح سے اللہ نے خود پر اور اپنے رسول ﷺ پر ایمان کو دخولِ اسلام کا پہلا زینہ قرار دیا ہے۔نیز آپ سے محبت کو عین ایمان بتایا ہے، آپ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل قرار دیا ہے، یہی نہیں، ہر روز پانچ مرتبہ اذان اور نمازوں میں رسول ﷺ کا ذکر خیر ہوتا ہے اور اس کے بغیر ہمارا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا ہے، آپ کو معراج کی رات بیت المقدس میں انبیائے کرام کی امامت کی سعادت نصیب ہوئی، آپ کی عظمت کا عالم یہ ہے کہ قبر میں بھی آپ کو دکھا کر پوچھا جائے گا ''ما کنت تقول فی ھذا الرجل'' یعنی اس انسان کے بارے میں تمہاری رائے کیا تھی؟ اور تو اور میدان محشر میں پوری انسانیت پریشان ہوگی اس دم بھی رسول اکرم ﷺ عرش کے سایہ تلے سجدہ ریز ہوں گے اور حساب و کتاب کے لئے سفارش کریں گے۔وغیرہ وغیرہ

رسول اللہ ﷺ کا مقام و مرتبہ بہت عظیم ہے۔آپ جامع کمالات ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلاصہ کائنات بنایا ہے۔اسی طرح آپ ہمیشہ اپنی امت کی ہدایت کے لئے فکرمند رہا کرتے تھے اور ہمہ وقت دعوت وارشاد کے لئے سرگرداں رہا کرتے تھے کہ لوگ الہ واحد کی بندگی کرنے لگیں اور معبودانِ باطلہ کی پرستش کرکے اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔بہرحال اس عظیم الشان اور رفیع المرتبت ہستی کا ہم مسلمانوں پر چند حقوق عائد ہوتے ہیں جن میں سے کچھ حقوق کا تذکرہ اختصار کے ساتھ ذکر کیا جارہا ہے تاکہ ہم انہیں ادا کرسکیں۔

رسول اکرم ﷺ پر ایمان: رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانا ایمان باللہ کے ساتھ اہم بنیاد ہے۔اگر کوئی شخص محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار کرتا ہے تو وہ کبھی بھی مسلمان نہیں ہوسکتا ہے۔قرآن وحدیث میں رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کی تعلیم جابجا دی گئی ہے۔فرمان الٰہی ہے: ''آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَاَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَاَنفَقُوا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيرٌ، وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيثَاقَكُمْ اِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ'' (سورۃ الحدید۔۷-۸) (اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔تم اللہ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ حالانکہ خود رسول تمہیں اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور اگر تم مومن ہو تو وہ تم سے مضبوط عہد و پیمان بھی لے چکا ہے۔)

دوسری جگہ فرمایا: ''فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَالنُّورِ الَّذِي اَنزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ'' (سورۃ التغابن 8) (سو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل پر باخبر ہے۔)

مزید فرمایا: ''يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهٖ وَالْكِتَابِ الَّذِي اَنزَلَ مِن قَبْلُ وَمَن يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا'' (سورۃ النساء 136) (اے ایمان والو! اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں، ایمان لاؤ، جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

یہ چند آیتیں ہیں جن میں مسلمانوں کو واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ وہ رسول

ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ کو اپنا نبی اور رسول تسلیم کریں۔اس کے علاوہ احادیث نبویہ میں بھی رسول اکرم ﷺ نے آپ کو بحیثیت نبی اور رسول تسلیم کرنے کی تعلیم دی ہے اور اسے عین ایمان قرار دیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:"والذی نفس محمدٍ بیدِہ، لا یسمعُ بی احدٌ من هذه الأمّةِ یھودیٌّ، ولا نصرانیٌّ، ثُمَّ یموتُ ولَمْ یؤمنْ بالّذی اُرسلتُ به، إلّا كانَ مِن اصحابِ النّارِ" (اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔اس اُمت کا کوئی بھی فرد خواہ یہودی ہو یا نصرانی جو میرے بارے میں سن لے پھر جب تک مجھ پر اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لائے وہ جہنمی ہے۔)(صحیح مسلم 153)

سابقہ آیات اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔آپ کی رسالت پوری دنیا کے لئے عام تھی اور آپ پوری کائنات کے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے لہذا ہر انسان پر ضروری ہے کہ آپ کی نبوت ورسالت پر ایمان لائے اور آپ کو اپنا آخری نبی تسلیم کرے۔

رسول اکرم ﷺ کی اتباع: رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ آپ کی اطاعت کی جائے، آپ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کیا جائے، آپ کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کیا جائے اور آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی گزاری جائے۔اگر ہم جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا دم بھرتے ہیں لیکن آپ کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق نہیں چلتے ہیں تو گویا ہم اپنے دعویٰ میں جھوٹے ثابت ہوں گے۔چنانچہ ایمان بالرسول کا لازمی عنصر ہے کہ آپ کی اطاعت و پیروی کی جائے اور آپ کی بتائی ہوئی تعلیمات کے مطابق اپنے شب وروز کو گزارا جائے۔

قرآن پاک میں اطاعت رسول ﷺ پر بے شمار آیتیں موجود ہیں۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے قرآن پاک میں دیکھا تو پایا کہ تقریباً 33 مقامات پر اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا گیا ہے۔(الصارم المسلول علی شاتم الرسول لابن تیمیہ ص 56)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا"(سورۃ النساء 80)(اس رسول کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی اور جو منہ پھیر لے تو ہم نے آپ کو کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔)

دوسری جگہ فرمایا:"قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ"(سورۃ آل عمران 32)(کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔)

فرمایا:"قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ،وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ"(سورۃ آل عمران 132-131)(کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔)

مزید فرمایا:"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ"(سورۃ الحشر 7)(اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔)

سابقہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا ہے اور اس سے روگردانی اختیار کرنے والوں کو کافر قرار دیا ہے۔یہی نہیں بلکہ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا"(النساء 65)(سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہوسکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کرلیں۔)

اس آیت پر غور کریں کہ جو شخص اپنے نزاعی امور میں رسول اکرم ﷺ کو اپنا فیصل تسلیم نہیں کرتا اور آپ کے فیصلے کو بسروچشم قبول نہیں کرلیتا اس کے ایمان کی نفی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایسا شخص گرچہ اپنا نام مسلمانوں جیسا رکھے، اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ کا پیروکار بتائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔

احادیث نبویہ میں بھی اطاعتِ رسول ﷺ کی تعلیم دی گئی ہے اور اسے دخولِ جنت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور اس سے تہی داماں کو جہنمی بتایا گیا ہے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قالوا: يا رَسُولَ اللهِ، وَمَن يَأْبَى؟ قالَ: مَن أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ، وَمَن عَصَانِي فقَدْ أَبَى"(ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا۔صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا"جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا"۔)(صحیح بخاری 7280)

بہرحال رسول اللہ ﷺ کا ہم امتیوں پر دوسرا حق یہ عائد ہوتا ہے کہ ہم آپ کی تابعداری کریں، آپ کی لائی ہوئی شریعت کو اپنے ماتھے کا جھومر بنائیں، آپ کی بتائی

ہوئی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کو ہی اپنے لئے کافی وشافی سمجھیں۔

رسول اکرم ﷺ سے محبت: رسول اللہ ﷺ کے تئیں مسلمانوں پر تیسرا حق یہ عائد ہوتا ہے کہ آپ سے محبت کریں اور یہ محبت دنیا کی سبھی چیزوں سے زیادہ ہونی چاہئے۔ ہر انسان پر ضروری ہے کہ وہ دل و جان سے آپ ﷺ سے محبت کرے۔ اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: "النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ" (سورۃ الاحزاب 6) (پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔)

یہی نہیں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سخت پھٹکار لگائی ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ دنیوی مال واسباب یا اقرباء وغیرہ سے محبت رکھتے ہیں اور ان عارضی چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ" (سورۃ التوبۃ 24) (آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہائے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔)

احادیث مبارکہ میں بھی محبت رسول ﷺ کی تاکید کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جب تک ہم رسول اکرم ﷺ سے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبت نہیں کریں گے، یقین جانئے ہمارا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہوجائے۔) (صحیح بخاری 15)

اس حدیث کی مزید وضاحت خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ہوتا ہے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا) جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، عمر! اب تمہارا ایمان پورا ہوا۔ (صحیح بخاری 6632?)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ" (تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ پیدا ہو جائیں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا۔ اول یہ کہ اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔ تیسرے یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسا برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔) (صحیح بخاری 16، صحیح مسلم 43)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی اکرم ؐ سے حد درجہ محبت کیا کرتے تھے اور آپ پر جان نچھاور کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہا کرتے تھے۔ آپ خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کا واقعہ پڑھ جائیں کہ کس نازک حالت میں کہا تھا کہ تم چاہتے ہو کہ میں کہوں کہ کاش میری جگہ محمد کی یہ حالت ہو، میں تو یہ بھی نہیں چاہوں گا کہ آپ گھر میں ہوں اور آپ کے قدموں میں کوئی کانٹا چبھے، آپ اس باحوصلہ خاتون کو دیکھیں کہ کس طرح سے اس کا شوہر اور بھائی احد کے میدان میں مار دیئے جاتے ہیں لیکن جب اسے پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ بخیر وعافیت ہیں تو بے ساختہ کہتی ہے "كل مصيبة بعدك جلل"، آپ عہد نبویؐ کے واقعات کو پڑھ جائیں، آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے کہ کس طرح سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اکرم ﷺ کی طرف سے دفاع کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔ یہ تھا رسول اکرم ﷺ سے آپ کی محبت، ہمیں بھی چاہئے کہ ہم آپ کی محبت کو دنیا کی سبھی چیزوں کی محبت پر مقدم رکھیں تا کہ ہم صحیح معنوں میں کامل مومن بن سکیں۔

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر: رسول اللہ ﷺ کے تئیں امت محمدیہ پر چوتھا حق یہ ہے کہ آپ کی تعظیم وتوقیر کریں اور آپ ﷺ کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آئیں۔ قرآن وحدیث میں اس کی مختلف دلیلیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا" (سورۃ الفتح 9) (تاکہ اے مسلمانو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح وشام۔)

اللہ کے پیارے رسول جناب محمد ﷺ کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ کو بھی

نام سے نہ پکاریں جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:"لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا"(سورۃ النور 63)(تم اللہ تعالیٰ کے نبی کے بلانے کو ایسا بلاوا نہ کرلو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو ہوتا ہے۔)

اسی طرح سے آپ کے سامنے بلند آواز میں گفتگو کرنا بھی اعمال کی بربادی کی وجہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ"(سورۃ الحجرات 2)(اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

ان آیات قرآنیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور عزت و احترام ہر مسلمان پر فرض ہے اور ایمان کا لازمی جزء ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس حقیقت کا ادراک تھا بھی وہ لوگ سید کونین ﷺ کی حد درجہ تعظیم وتکریم کیا کرتے تھے۔عروہ بن مسعود ثقفی نے صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام کو دیکھا تھا کہ وہ کس طرح سے رسول اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کررہے ہیں اور ان الفاظ میں اپنا تاثر پیش کیا تھا: فَوَاللهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَإِذَا أَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرٍ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ النَّظَرَ إِلَيْهِ تَعْظِيمًا لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ سَلَّمَ. فَرَجَعَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ، وَاللهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ. وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ. وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ. وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ النَّظَرَ إِلَيْهِ تَعْظِيمًا لَهُ. وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوهَا (قسم اللہ کی اگر کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم بھی تھوکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔کسی کام کا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر لوگ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی پر لڑائی ہوجائے گی (یعنی ہر شخص اس پانی کو لینے کی کوشش کرتا تھا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کرنے لگے تو سب پر خاموشی چھا جاتی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نظر بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔خیر عروہ جب اپنے ساتھیوں سے جاکر ملے تو ان سے کہا اے لوگو! قسم اللہ کی میں بادشاہوں کے دربار میں بھی وفد لے کر گیا ہوں قیصر وکسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔قسم اللہ کی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو پر لڑائی ہوجائے گی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔انہوں نے تمہارے سامنے ایک بھلی صورت رکھی ہے، تمہیں چاہئے کہ اسے قبول کرلو۔) (صحیح بخاری 2721)

ہاں، آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی تعظیم وتوقیر کی صورت یہ ہوگی کہ ہم دل، زبان اور جوارح سے آپ کی تعظیم کریں یعنی دل کے اندر آپ معزز ومکرم ہونے کی بات جاگزیں ہو، زبان سے آپ کا ذکر خیر کریں اور جوارح سے شریعت کے موافق عمل کریں۔اسی طرح آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر بایں طور سے کریں گے کہ ہم آپ کے آل وازواج اور اصحاب واحباب کی تعظیم کریں گے اور تیسری صورت یہ ہوگی کہ ہم مدینہ نبویہ کی حرمت کا پاس ولحاظ رکھیں گے۔

رسول اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا: رسول دوعالم جناب محمد ﷺ کا ہم پر ایک حق یہ ہے کہ ہم آپ پر درود وسلام بھیجنے کا اہتمام کریں۔درود وسلام دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور میں کی جانے والی بہت اعلیٰ درجہ کی ایک دعا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے اپنے ایمانی وابستگی و وفاداری کے اظہار کیلئے آپ کے حق میں کی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:"إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا"(سورۃ الاحزاب 56)(اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔)

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت سے احکامات ارشاد فرمائے، بہت سے انبیائے کرام کی توصیفیں اور تعریفیں بھی فرمائیں، ان کے اعزاز واکرام بھی فرمائے۔ابوالبشر آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم فرمایا کہ ان کو سجدہ کیا

جائے لیکن کسی اعزاز واکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔ یہ اعزاز واکرام صرف سید الکونین تاجدار مدینہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہی کیلئے ہے کہ اللہ جل شانہ نے صلوٰۃ کی نسبت اولاً اپنی طرف اور اس کے بعد اپنے پاک فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہیں، اے مومنو! تم بھی صلوٰۃ وسلام بھیجو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ مومنین کی شرکت ہے۔

اسی طرح مستند احادیث سے درود وسلام کے فضائل ثابت ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً، صَلَّى الله عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا" (جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔) (صحیح مسلم 408)

انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً، صَلَّى الله عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيْئَاتٍ، وَرَفَعَ عَشْرَ دَرَجَاتٍ" (جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کردیتا ہے۔) (صحیح الجامع:6359)

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً" (قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا۔) (سنن ترمذی 484، صحیح ابن حبان 911، یہ روایت صحیح ہے۔)

یہ تمام حدیثیں بتاتی ہیں کہ ہمیں رسول اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں ہمیں کوتاہی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ جب ہم درود وسلام بھیجتے ہیں تو جہاں رسول اکرم ﷺ سے اپنی والہانہ الفت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں، وہیں ہم نیکیوں کے مستحق ٹھہرتے ہیں، اس حسن عمل سے ہماری خطائیں معاف ہوتی ہیں، ہمارے درجات بلند ہوتے ہیں اور سب سے بڑی عزت وشرف کا پہلو یہ ہے کہ اگر ہم درود وسلام کا اہتمام کرتے ہیں تو ہمیں قیامت کے روز آپ ﷺ کی قربت حاصل ہوگی۔ اس کے برعکس اگر کوئی انسان درود وسلام کا اہتمام نہیں کرتا ہے تو وہ درود وسلام کی فضیلت وثواب سے محروم ہوجاتا ہے۔

نبی آخر الزماں ﷺ کی طرف سے دفاع:

رسول کائنات محمد ﷺ کی امتیوں پر سب سے اہم حق یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کے تعلق سے غلط بیانی ہوتی ہے یا آپ کی تابناک شخصیت کو داغدار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے یا آپ کی شان میں گستاخی کی جاتی ہے تو ہم آپ کی طرف سے دفاع کریں، آپ کی سیرت کو عام کریں اور آپ کی تعلیمات سے دنیا کو روشناس کریں۔ قرآن مجید میں آپ جابجا دیکھیں گے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کی طرف سے دفاع کیا ہے۔ آپ ﷺ کے ایک بدبخت چچا ابولہب نے "**تبالک سائر الیوم، ألهذا جمعتنا ، ألهذا جمعتنا**" کہہ کر آپ کی شان میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے "تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ" نازل فرمایا، کچھ مشرکین نے لاولد ہونے کا طعنہ دیا عرش سے "اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ" کہہ کر دفاع کیا گیا، کبھی لوگوں نے وحی کے موقوف ہونے پر سنگین باتیں کہی تو اللہ تعالیٰ نے "مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی" کہہ کر تسلی دی۔

اسی طرح صحابہ کرام کو دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ متعدد مواقع پر جہاں ایک طرف جسمانی طور پر آپ کی طرف سے دفاع کیا اور الفت ومحبت کا اظہار کیا تو شاعر رسول حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار کے ذریعہ سے اس کام کو بخوبی انجام دیا۔

بہرحال اس دور میں جبکہ کچھ شرپسند لوگ نبی رحمت ﷺ کی شخصیت کے تعلق سے غلط بیانی کرتے ہیں، کذب بیانی اور دجل وفریب کا سہارا لیتے ہیں، ایسی صورت میں ہماری ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ ہم اولاً رسول کائنات ﷺ کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کریں۔ ثانیاً دنیا کے سامنے آپ کی سیرت کو بیان کریں اور بتائیں کہ آپ کا اخلاق وکردار کس قدر نمایاں تھا۔ اسی طرح سے رحمت دوعالم ﷺ کے تعلق سے جو غلط بیانی کی جاتی ہے اس کا بھی علمی اور منطقی جواب دینا ضروری ہے تاکہ ہم آپ کے امتی ہونے کا حق ادا کرسکیں۔ اللہ ہمیں توفیقات سے نوازے۔ آمین۔

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	30/-
چمن اسلام اول	24/-
چمن اسلام دوم	30/-
چمن اسلام سوم	30/-
چمن اسلام چہارم	34/-
چمن اسلام پنجم	40/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	188/-

رسول اطہر محمد اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت مآب بیویاں

مولانا آصف تنویر تیمی، جامعہ امام ابن تیمیہ، بہار

شادی ہر انسان کی فطری ضرورت ہے۔اسی لئے اللہ تعالی نے انسانوں کو نکاح کرنے کا حکم دیا اور بیویوں کو اپنے انعام میں شمار کیا ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:" وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً" (النحل:۷۲)" اللہ تعالی نے تمہارے لیے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے"۔دوسری جگہ اللہ تعالی نے حکم دیا:﴿ فانکحوا ما طاب لکم من النساء﴾ "جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو"۔

نکاح کے متعدد فوائد کتاب وسنت میں بیان کئے گئے ہیں جیسے کہ نکاح کے ذریعہ فقر وفاقہ کا خاتمہ ہوتا ہے۔نکاح باعث راحت واطمینان ہے۔نکاح گزشتہ انبیاء کی سنت ہے۔نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سنت ہے۔استطاعت کے باوجود نکاح نہ کرنے والے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلقی کا اظہار کیا۔نکاح نصف دین ہے۔عفت وعصمت کے مقصد کی خاطر نکاح کرنے والے شخص کی اللہ تعالی مدد فرماتا ہے۔نکاح زوجین کے مابین محبت والفت کا بہترین مظہر ہے۔نیک بیوی دنیا کا بہترین اثاثہ ہے۔نیک بیوی کا مل جانا آدمی کی خوش قسمتی ہے۔نکاح افزائش نسل کا ذریعہ ہے جس کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں دیگر امتوں پر فخر کریں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فطری،معاشرتی اور بہت سارے انسانی تقاضوں کی تکمیل کی خاطر ایک زائد شادیاں کیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں پاکباز اور ہماری مائیں ہیں۔ان کی شان میں ادنی گستاخی مسلمان کو اسلام سے خارج اور عام انسان کو ہلاکت وبربادی کے دہانے تک پہنچا سکتی ہے۔وہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں اور ان پاکباز بیویوں کی حقیقت کو نہیں جانتے وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی زبان دراز کرتے ہیں۔اپنی ناپاک شہوانی خواہش کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک خواہش پر قیاس کرتے اور اپنی بے حیا اور بے غیرت بیویوں کو امت کی ماؤں پر تشبیہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔حالانکہ ایک انصاف پسند شخص اور آپ کی سیرت سے معمولی شغف رکھنے والا اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کا مقصد صرف خوبصورت عورتوں اور شہوت کی تکمیل ہوتا تو ہرگز پچیس سال کی عمر میں ادھیڑ عمر کی خاتون سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے آپ نکاح نہ کرتے۔اور ان کے ساتھ زندگی کے خوبصورت پچیس سال نہ گزارتے۔اور یہ تاریخی حقیقت ہے کہ جب تک خدیجہ رضی اللہ عنہا باحیات رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسری خاتون سے نکاح نہیں کیا۔ جب ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا تو اس کے بعد بھی چاہتے تو عرب کی مشہور خوبصورت اور مالدار عورت کا انتخاب کرسکتے تھے لیکن آپ نے پھر ایک بوڑھی خاتون سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کے لئے پسند فرمایا۔اس طرح جو بھی خاتون آپ کی زوجیت میں آئیں سب کی سب سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلے سے شادی شدہ تھیں۔اور سیدہ عائشہؓ سے بھی آپ کے نکاح کرنے کا مقصد محض شہوت کی تکمیل نہیں بلکہ ان رشتہ کو بحال اور استحکام بخشنا تھا جو یار غار ابوبکر رضی اللہ عنہ سے تھا۔اس لئے بعض ناعاقبت اندیشوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر یہ الزام لگانا کہ آپ نے زیادہ عمر میں کمسن لڑکی سے شادی کی یہ سراسر غلط ہے۔اس لئے کہ اس شادی سے آپ کا مقصد صرف جسمانی سکون نہیں بلکہ ایک صالح معاشرہ کا قیام اور رشتوں کو مضبوطی فراہم کرنا تھا۔جس کی خاطر آپ نے ایک نہیں بلکہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کئی زائد شادیاں کیں۔اور تمام ام المؤمنین سے نکاح کا مقصد الگ الگ تھا،جس سے ناواقف لوگ تعدد ازدواج پر طعن وتشنیع کرتے اور اس عمل صالح کو حقوق انسانی کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ بلکہ اگر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو تعدد ازدواج عین حقوق انسانی کا ضامن نظر آتا ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ (النساء:۳)"اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کرلو،دو دو،تین تین،چار چار سے،لیکن اگر تمہیں برابری نہ کرسکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے یا تمہاری ملکیت کی لونڈی یہ زیادہ قریب ہے،کہ (ایسا کرنے سے ناانصافی اور) ایک طرف جھک پڑنے سے بچ جاؤ"۔اس آیت تفسیر میں علامہ صلاح الدین رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:"اس کی تفسیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے کہ صاحب حیثیت اور صاحب جمال یتیم لڑکی کسی ولی کے زیر پرورش ہوتی تو وہ اس کے مال اور حسن وجمال کی وجہ سے اس سے شادی تو کرلیتا لیکن اس کو دوسری عورتوں کی طرح پورا حق مہر نہ

دیتا۔ اللہ تعالی نے اس ظلم سے روکا، کہ اگر تم گھر کی یتیم بچیوں کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے تو تم اس سے نکاح ہی مت کرو، تمہارے لیے دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کا راستہ کھلا ہے۔ بلکہ ایک کے بجائے دو سے تین سے حتی کہ چار عورتوں سے نکاح کرنے کا راستہ کھلا ہے۔ بشرطیہ ان کے درمیان انصاف کے تقاضے پورے کر سکو۔ ورنہ ایک سے ہی نکاح کرو یا اس کے بجائے لونڈی پر گزارا کرو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان مرد (اگر وہ ضرورت مند ہے) تو چار عورتیں بیک وقت اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ نہیں، جیسا کہ صحیح احادیث میں اس کی مزید صراحت اور تحدید کردی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چار سے زائد شادیاں کیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے جس پر کسی امتی کے لئے عمل کرنا جائز نہیں۔

تعدد ازدواج کے بے شمار انسانی اور معاشرتی فوائد ہیں جیسے کہ ایسی بیوائیں جن کے پاس یتیم بچے ہوتے ہیں، ان کو بھی ایسا مناسب آدمی مل جاتا ہے جو ان سے شادی میں دلچسپی رکھتا ہے، اور جب اس بیوہ کی شادی ہوجاتی ہے تو متبادل باپ کا سایہ عاطفت اس کی یتیم اولاد پر ہوجاتا ہے اور یتیم بچے خاندانی ماحول کی نعمت سے بہرہ ور ہوجاتے ہیں۔ اس طرح معاشرہ میں یتیموں کے حقوق کی ادائیگی ہوجاتی ہے۔ تعدد ازدواج کا قانون عورت کو ظلم اور حق تلفی سے محفوظ رکھتا ہے۔ جہاں یہ قانون پایا جاتا ہے وہاں کی عورتیں اس حوالے سے مطمئن ہوتی ہیں کہ اگر شوہر ظلم وزیادتی کرتا ہے تو اس کا مواخذہ ہوگا اگر چہ وہ طلاق ہی کیوں نہ دے، اور اس کے طلاق دینے کے بعد بھی مجھے دوسری شادی کرنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی، آسانی سے مجھے دوسرا شوہر مل جائے گا۔ اس اعتبار سے خواہ مخواہ عورت شوہر اور اس کے رشتہ داروں کے ظلم وجبر سے بچی رہتی ہے۔ اس صورت میں مرد اپنی بیوی کے ساتھ غیر اسلامی اور غیر انسانی برتاؤ کرنے سے بچے گا۔ عورت کو ذہنی سکون واطمینان حاصل ہونے کے ساتھ اس کے بچوں کی پرورش کا بھی بہتر انتظام ہوجاتا ہے۔ اس زمانے میں مغربی ملکوں میں حقوق انسانی کا دعوی تو بہت کیا جاتا ہے مگر عورتوں کے حقوق اور بچوں کے حقوق کی ادائیگی کا کوئی فطری طریقہ ان کے یہاں نہیں پایا جاتا ہے۔ یتیم خانہ قائم کردینا یا غیر شادی شدہ عورتوں کے لئے رہائش کا وقتی انتظام کردینا کافی نہیں ہے، بلکہ ایسا دیرپا اور مستحکم نظم ہونا چاہئے جس سے اس کی روح کو تسکین ملے اور اس کا پریشان دل قرار پائے۔ اور اسی نسخہ کو اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس کی عملی تطبیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پائی جاتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا علم وفضل، ذہانت وفطانت، حاضر جوابی اور امت کی نفع رسانی کے اعتبار سے سب سے فائق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا جب انتقال ہوگیا تو تمام صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر لاحق ہوئی کہ اب خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کی دیکھ بھال کیسے ہوگی۔ چنانچہ اسی موقع سے مشہور صحابیہ ام شریک خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے آپ کے سامنے دو عورتوں ایک کنواری اور دوسری بیوہ عورت کا تذکرہ کیا، کنواری عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ چھ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہ سے محض عقد کیا۔ اور ہجرت کے بعد نو سال کی عمر میں آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہ سے رخصتی کی۔ اور رخصتی کی عمر بلوغت کی عمر تھی۔ اہل دانش جانتے ہیں کہ عرب گرم علاقہ ہے اور یہاں لڑکیاں سرد ملکوں کی بہ نسبت جلدی بالغ ہوتی ہیں۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس عمر میں نکاح یا رخصتی کرنا عربوں میں کوئی نیا کام نہیں تھا۔ بلکہ عرب ایسا کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین اور معاندین کی بڑی تعداد ہونے کے باوجود کسی نے کچھ نہیں کہا۔ اگر یہ عیب ہوتا تو ضرور دشمنان اپنی زبان کو دراز کرتے۔ اس حقیقت کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ دشمنوں کی نگاہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی علمیت اور فقاہت کی وجہ سے ماضی میں ان کی طرف اٹھتی رہی ہیں تاکہ کسی طرح ان کے مرتبہ کو کم کیا جاسکے، اسی سلسلے کی ایک کڑی ان کی شان میں گستاخی ہے۔

ام شریک رضی اللہ عنہا نے جس دوسری بیوہ عورت کا تذکرہ کیا تھا وہ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ سودہ رضی اللہ عنہا اس وقت اپنے شوہر سکران بن عمرو بن عبد شمس کے انتقال کے بعد بیوگی کی زندگی گزار رہی تھیں۔ جب ام شریک نے سودہ کو یہ خوش خبری دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو کافی خوش ہوئیں اور اپنے والد سے مشورہ کرنے کے بعد نکاح کرنے کے لئے تیار ہوگئیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو درہم مہر دے کر ان سے نکاح کرلیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ سے محض ان کے اسلام میں سبقت کی وجہ سے شادی کی۔ سودہ رضی اللہ عنہا بہت خوبصورت تھیں نہ بہت مالدار۔ سودہ رضی اللہ عنہ اس عمر میں پہنچ چکی تھیں کہ حق زوجیت کی بھی انہیں ضرورت نہیں تھی چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد انہوں نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔ اس کے باوجود وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حریم میں باقی رہیں۔

حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح ان کی دلجوئی اور ان کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہادری کی وجہ سے کی جو بدر میں شہید ہوگئے تھے۔ خنیس بن حذافہ کی شہادت کے وقت حفصہ رضی اللہ عنہا کی عمر صرف بیس برس تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کی دوسری شادی کے تعلق سے پریشان تھے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھی کہا کہ آپ نکاح کرلیں مگر ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ بلکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی شادی کرانے کا ارادہ کیا اور انہوں

نے بھی کوئی واضح جواب نہ دیا۔ جس کے بعد خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ سیدہ حفصہ سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں سیدہ سودہ اور عائشہ رضی اللہ عنہن موجود تھیں۔

سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔ جو مشہور یہودی قبیلہ بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب کی صاحبزادی تھیں۔ اور حیی بن اخطب کا سلسلہ نسب یعقوب علیہ السلام پر جا کر ملتا ہے۔ سیدہ صفیہ خیبر کے موقع سے مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ آپ کو ان کے بارے میں کچھ زیادہ معلوم نہ تھا۔ عام باندیوں کے ساتھ یہ پکڑی اور رکھی گئیں۔ بلکہ جب صحابی دحیہ بن خلیفہ کلبی ایک باندی کا سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جا کر کسی کو اختیار کر لینے کے حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے صفیہ کو پسند کیا۔ جس کے بعد ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ صفیہ بنونضیر کے سردار کی بیٹی اور مرتبے کے اعتبار سے وہ آپ کے شایان شان ہیں چنانچہ آپ نے دحیہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں صفیہ کے علاوہ کسی دوسری باندی کو چننے کا حکم دیا۔ پھر صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے آپ نے شادی کر لی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ مجرد خوبصورت خواتین کا حرص ہوتا تو صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیش قدمی کرتے اور دحیہ رضی اللہ عنہ کے اختیار کرنے سے قبل ان سے عقد کر لیتے مگر ایسا کچھ بھی نہ کیا، اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے جتنی بھی عورتوں سے نکاح کیا وہ کسی نہ کسی حکمت اور مصلحت کی خاطر کیا۔ آپ کا مقصد صرف جسمانی لذت نہیں ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ بعض عقل کے کورے الزام تراشی کرتے رہتے ہیں۔

زینب بن خزیمہ بن حارث رضی اللہ عنہا بھی آپ کی بیوی ہیں۔ ان کے پہلے شوہر عبداللہ بن جحش تھے جو احد میں شہید ہوئے۔ شوہر کی شہادت کے بعد وہ مجاہدین کی خدمت پر مامور رہیں، ایک طرح کی یہ ڈاکٹر تھیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح مجرد ان کی تکریم وعزت کی خاطر کیا۔ ساتھ ہی ساتھ آپ کو دیگر صحابہ کو سبق بھی دینا تھا کہ وہ شہیدوں اور ان کے یتیم بچوں کی کفالت کا خیال رکھیں، اور ایسی بیوہ عورتوں سے نکاح بھی کریں۔ زینب رضی اللہ عنہا سے آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے بعد نکاح کیا۔ مگر سیدہ زینت بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا صرف آٹھ یا تین ماہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں اور ان کا انتقال ہو گیا۔

ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی سیدہ ام سلمہ ہند بنت امیہ بن مغیرہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا سے صرف ان کی اسلام میں سبقت کی وجہ سے ہوئی۔ سیدہ میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا نے خود سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرنا چاہا۔ جس کی طرف قرآن میں اشارہ بھی کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نہایت عابدہ زاہدہ مخلصہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت محبت کرنے والی تھیں۔ انہوں ہی نے محسوس کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری ایام عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزارنا چاہتے ہیں۔

ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا سے نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کیا جب ان کے پہلے شوہر عبیداللہ بن جحش اسدی کا نصرانیت قبول کرنے کے بعد انتقال ہو گیا۔ لیکن یہ بہادر خاتون اپنے دین وایمان پر باقی رہیں۔ نیز اپنے والد کے کفر پر شدت کے باوجود پہاڑ کی طرح اسلام پر قائم ودائم رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ ام حبیبہ دور دراز ایک اجنبی ملک میں بے یارومددگار رہ رہی ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محض ہمدردی اور خیر خواہی کی بنیاد پر ان سے نکاح کیا۔ اس شادی کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مسلمانوں سے بنی عبدشمس کی دشمنی کم ہو گئی۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولا تھے۔ سیدہ زینب کی شادی تو ضرور حضرت زید سے ہو گئی تھی مگر اس شادی سے زینب رضی اللہ عنہا خوش نہیں تھیں۔ اس کے باوجود وہ زید رضی اللہ عنہ کا احترام وتوقیر کیا کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید خواہش تھی کہ یہ رشتہ برقرار رہے اس کے باوجود دونوں کے مابین دوری بڑھتی گئی یہاں تک کہ نوبت طلاق تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے اپنی مشیئت سے متبنی کے نظام کو بھی ختم کر دیا جس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ حالانکہ بعض بدبخت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کے معاملے میں بے سروپیر کی باتیں بیان کرتے ہیں۔ جس کے لئے بے بنیاد واقعات کا سہارا بھی لیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا چاہتے تھے اس لئے آپ نے طلاق دلوایا۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو اول دن ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کا پیغام بھیجتے۔ اور جب قرآن کریم میں باضابطہ زینب رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالی نے نکاح کا حکم دیا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود انہیں خوش خبری دینے نہ گئے بلکہ کسی اور کو بھیج دیا۔

مذکورہ تمام تر تفصیلات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی شادیاں کیں اس میں معاشرہ اور انسانیت کی بھلائی تھی بلکہ انسانی حقوق کی کامل ادائیگی تھی جس کا اس زمانے میں دعوی تو خوب کیا جاتا ہے مگر اسلام اور مسلمانوں سے زیادہ کوئی اس معاملے میں پیش قدمی نہیں کرتا۔

☆☆☆

ناموسِ رسالت غیر مسلموں کی نظر میں

ابوعدنان سعید الرحمٰن بن نور العین سنابلی
المرکز الاسلامی الثقافی الہندی للترجمۃ والتالیف، نئی دہلی

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکان ندائے جلالِ محمدؐ است

(درِ ثمین فارسی صفحہ 145)

وہ ذات جس کی منقبت و مدحت کے ترانے فرشتے گاتے ہیں، جسے رب کائنات نے ''رحمۃ للعالمین'' اور ''مبشر و نذیر'' قرار دیا، اس کی ذات بابرکات کو زمانے بھر کے لئے اسوہ، نمونہ اور آئیڈیل ٹھہرایا، جس کی پرواز کی منزل سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ نبی کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات قرآن پاک کا مظہرِ اتم تھی۔ جہاں آپ ﷺ نیا خلاق عالیہ اور عادات حمیدہ کی ردا اوڑھی اور پوری دنیائے انسانیت کے لئے رحمت والفت کے لباس میں جلوہ گر ہوئے وہاں آپ ﷺ نے حسن وجمال کے پتلا میں بھی تجلّی فرمائی جس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما رات کی تاریکی میں بیٹھ کر تاجدارِ مدینہ کے رخ انور اور چودہویں کے چاند کی خوبصورتی کے درمیان زیادہ خوبصورت کون ہے، کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ چاند میں تو داغ ہے لیکن سید ولد آدم ﷺ کے رخ زیبا تابناک ہے۔(سنن ترمذی 1811، السنن الکبریٰ للنسائی 9640، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

اللہ جل شانہ نے آپ ﷺ کی ذات کی تفسیر ''وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ''

یعنی آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، کہہ کر قلمبند فرمائی ہے۔ عفت و پاک دامنی کی پیکر، مومنوں کی ماں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ نے بھی آپ کی بلند اخلاقی کی گواہی ''کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن'' (قرآن میں جو کچھ لکھا ہے آپ اس کی جامع تفسیر تھے) کہہ کر دی۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح قرآن پاک کی تفسیر کی تکمیل ممکن نہیں ہو سکتی اسی طرح آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات کے فضائل اور شمائل کا بیان کبھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ مشہور ہندو شاعر جگن ناتھ نے بہت خوب کہا ہے۔

مجھے اک محسن انسانیت کا ذکر کرنا ہے
مجھے رنگ عقیدت فکر کے سانچے میں بھرنا ہے
بیاں کرنا ہے اوجِ ابنِ آدم بن کے کون آیا
بیاں کرنا ہے فخر ہر دو عالم بن کے کون آیا
جسے حق نے کیا تسلیم ختم المرسلیں آیا
جسے دنیا نے مانا رحمت للعالمین آیا
خلیق آیا کریم آیا رؤف یا رحیم آیا
کہا قرآن نے جس کو صاحب خلق عظیم آیا

(نعت مبارکہ، جگن ناتھ آزاد)

آپ ﷺ وہ انسانِ کامل ہیں جن کی صداقت و راست بازی، امانت و وفا شعاری، فراست و دانائی تعلیمات اور حسنِ اخلاق و اخوت جیسی ابدی صفات کا دشمن بھی نہ صرف اقرار کیا کرتے ہیں بلکہ سیرت نبویہ کی حسین وادیوں سے دلکش پھولوں کو چننے والے ہر انسان کو پتہ ہے کہ آپ ﷺ کے دشمنوں نے آپ کو صادق وامین کا خطاب دیا تھا۔ یہ اعلیٰ اخلاق اور شمائل ہی تو تھے جن کی بنا پر آپ ﷺ نے ہجرت کے موقع پر جب دشمن دارالندوہ میں قسمیں لیتے ہیں کہ ہر قوم و خاندان سے ایک نوجوان لے کر محمد ﷺ کو قتل کر دیا جائے اور اپنے اس شیطانی مہم کی تکمیل کے لئے ایک رات آپ کے دروازہ پر صف بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں کہ موقع پا کر وہ آپ پر حملہ آور ہوں لیکن اس پریشان کن موقع پر بھی آپ نے ''امین'' لقب کا پاس ولحاظ رکھا اور علی رضی اللہ عنہ کو متعین کیا کہ تم قریش کی امانتوں کو ان کے حوالے کر دینا پھر مدینہ تشریف لانا۔

آپ ﷺ کی سیرت کا یہ کمال ہے کہ آپ ﷺ کے بدترین دشمنوں نے بھی آپ کو اعلیٰ ترین اخلاق و کردار کا حامل انسان قرار دیا۔ سید کونین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ابوجہل سے بڑھ کر دشمن کون تھا؟ مگر وہ آپ ﷺ کو برملا کہا کرتا تھا کہ ''ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اس تعلیم کی تکذیب کرتے ہیں جو تو لیکر آیا ہے''۔

ایسی شہادتیں اغیار آپ ﷺ کی حیات میں بھی دیتے رہے اور آپ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد آج تک دیتے چلے آرہے ہیں۔ بحیثیت مسلمان قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی موجودگی میں اغیار کی ان آراء کی رتی برابر بھی وقعت نہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کی سیرت اس کی محتاج ہے مگر تبلیغی نکتہ نگاہ سے ان کی افادیت مسلّم ہے وہ لوگ جو مذہب پر ایمان نہیں رکھتے، قرآن کریم جیسی جامع اور اکمل کتاب کو تسلیم نہیں کرتے اور وہ احادیث کو اہمیت نہیں دیتے۔ ان لوگوں کو ان ہی کے ہم مذہب، ہم قوم دانشوروں اور اکابرین کے اقوال اور تحریرات سے قائل کیا جا سکتا ہے کہ دیکھو ہم تمہیں اس ہستی پر ایمان لانے کے لئے کہہ رہے ہیں جن کے متعلق تمہارے دھرم کے مہان پرشوں، اسکالرس، مفکرین اور مہارشیوں نے خود اعتراف کیا ہے کہ وہ کامل ہستی اخلاق فاضلہ کے بلند مینار پر ایستادہ ہے۔

زیر نظر مضمون میں دنیا کے کچھ چیدہ و چنندہ شخصیات کے اقوال کو قلمبند کئے

جارہے ہیں جن کا تعلق مختلف شعبہائے حیات سے ہے، کوئی وقت کا بہت بڑا حکمراں ہے، کوئی وقت کا نامور ادیب ہے، کوئی دنیا کا سب سے بڑا فلسفی اور منطقی کہلاتا ہے، کوئی بہت بڑا دانشور ہے لیکن سب نے آپ ﷺ کی مدح سرائی کی ہے اور مدح سرائی ہی نہیں کہ بلکہ آپ کی ذات بابرکات کی طرف سے بھرپور دفاع بھی کیا ہے۔ نیز غیر مسلم اساطین علم وفن کے ان اقوال کو ذکر کرنے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ ہم دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فضائل وشمائل اور مناقب ومحامد کو کس طرح سے غیروں نے بھی تسلیم کیا ہے۔

چنانچہ مشہور امریکی مصنّف، ماہر فلکیات اور مورخ مائیکل ایچ ہارٹ اپنی تصنیف ''100 عظیم آدمی'' میں سب سے پہلے محمد ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے:

My choice of Muhammad to lead the list of the world's most influential persons may surprise some readers and may be questioned by others, but he was the only man in history who was supremly successful on both the religious and secular level.

(The 100: A ranking of the most influential in history/ michael H Hart)

''ممکن ہے کہ انتہائی متاثر کن شخصیات میں محمد ﷺ کا شمار سب سے پہلے کرنے پر کچھ لوگ حیران ہوں۔ کچھ اعتراض کریں لیکن یہ وہ واحد تاریخی ہستی ہیں جو کہ مذہبی اور دنیاوی دونوں محاذوں پر یکساں طور پر کامیاب رہے۔''

مشہور جرمن شاعر گوئٹے (Johann Wolfgang von Goethe) آپ ﷺ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہتا ہے:

He [Muhammad] is a prophet and not a poet and therefore his Koran is to be seen as a divine law and not as book of a human being, made for education or enterrtainment.

(Noten and Abhandlungen west-stlichen Divan 1,7,32)

''وہ [محمد ﷺ] ایک نبی ہیں، شاعر نہیں، لہذا ان کے قرآن کو ایک قانون الٰہی کے طور پر دیکھا جانا چاہیے نہ کہ کسی انسان کی کتاب کے طور پر، جو تعلیم یا تفریح کے لیے بنایا گیا ہے۔''

مشہور برطانوی ڈرامہ نگار اور فلسفی جارج برنارڈ شا (Sir George Bernard Shaw) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے بارے میں یوں رطب اللسان ہے:

I believe that if a man like him were to assume the dictatorship of the modern world he would succeed in solving its problems in a way that would bring it the much needed peace and happiness: I have prophesied about the faith of Muhammad that it would be acceptable to the Europe of tomorrow as it is beginning to be acceptable to the Europe of today. (The Geniune Islam (Der Wahre Islam) Vol. 1, No. 8, 1936)

میرا یقین ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے شخص کو جدید دنیا کی مطلق العنان حکومت سونپ دی جائے تو وہ اس دنیا کے مسائل اس طرح سے حل کرے گا کہ دنیا حقیقی مسرّتوں اور راحتوں سے بھر جائے گی۔ میں نے انہیں پڑھا ہے۔ وہ کسی بھی طرح کے مکر وفریب سے کوسوں دُور ہیں انہیں بجاطور پر انسانیت کا نجات دہندہ کہا جاسکتا ہے۔ میں نے پیشگوئی کی تھی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عقیدہ یورپ کے لئے آنے والے کل میں اتنا ہی قابلِ قبول ہوگا کہ جتنا آج قابلِ قبول بننے لگا ہے۔

مشہور زمانہ روسی مفکر لیو ٹالسٹائی (Leo Tolstoi) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یوں بیان کرتا ہے:

Muhammad has always been standing higher than the christianity. He does not consider god as a human being and never makes himself equel to God. Muslims worship nothing except God and Mohammad is his Messenger. There is no any mystery and secret in it.

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عیسائیت سے بلند رہے ہیں۔ وہ خدا کو انسان نہیں سمجھتے اور نہ کبھی اپنے آپ کو خدا کے برابر قرار دیتے ہیں۔ مسلمان اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اور محمد ﷺ۔ اس کے رسول ہیں۔ اس میں کوئی غموض اور پوشیدگی نہیں ہے۔''

ٹالسٹائی محمد ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

It suffices Muhammad for pride that he was able to rescue a humiliated and bloody people from the devil of blameworthy habits and opened to them the way of development and progress. I am one of those who admire the Prophet Muhammad, Whose God to carry His last

message and be the Last prophet.

محمد ﷺ کے فخر کے لیے یہی کافی ہے کہ انہوں نے ذلیل اور خونخوار لوگوں کو عیب دار عادتوں کے چنگل سے نجات دلائی اور ان کے لیے ترقی و بلندی کی راہیں کھول دیں۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو نبی محمد ﷺ کی تعریف کرتے ہیں، جنہیں خدا نے اپنا آخری پیغام رسانی اور آخری نبی ہونے کے لیے چنا ہے۔

مشہور یورپی مصنفہ اینی بیسنٹ (Annie Besant) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار یوں کرتی ہیں:

It is Impossible, for anyone who studies the life and character of the great prophet of Arabia who knows how he taught and how he lived to feel anything but reverence for that mighty prophet, one of the great messengers of the Supreme.

And Although in What I put to you I shall say many things which may familiar to you, yet I myself feel whenever I re-read them, a new of admiration, a new sense of reverence for that mighty Arabian teacher.

(The life and teachings of Muhammad 1932, page 32)

''یہ ناممکن ہے کسی بھی ایسے شخص کے لئے جس نے عرب کے عظیم پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی اور اس کے کردار کے بارے میں پڑھا ہو جو یہ جانتا ہو کہ اس پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا تعلیم دی اور کیسے زندگی گزاری اور وہ اپنے دل میں اس عظیم پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے انتہائی احترام کے علاوہ کچھ اور محسوس کرے۔... خود میں جب بھی اس عظیم پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں پڑھتی ہوں تو اس عظیم استاد کے لئے تعریف و توصیف کی ایک نئی لہر میرے اندر اُٹھتی ہے اور احترام کا ایک نیا جذبہ میرے اندر کروٹ لیتا ہے۔'' (محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

نپولین بونا پارٹ (Napoleon Bonaparte) اس طرح سے اظہار خیال کرتا ہے:

محمد ﷺ دراصل اصل سالارِ اعظم تھے۔ آپ نے اہلِ عرب کو درسِ اتحاد دیا۔ ان کے آپس کے تنازعات و مناقشات ختم کیے۔ تھوڑی ہی مدت میں آپ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا۔ ۵۱ سال کے قلیل عرصے میں لوگوں کی کثیر تعداد نے جھوٹے معبودوں کی پرستش سے توبہ کر لی... حیرت انگیز کارنامہ تھا آنحضرت ﷺ کی تعلیم کا کہ یہ سب کچھ صرف پندرہ ہی سال کے عرصے میں ہو گیا۔

'Bonaparte and Islam,':Christian Cherfils)
(Pedone Ed., France, 1914, S. 105, 125

مہاتما گاندھی جی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں:

I be came more than ever convinced that it was not the sword that won a place for Islam in those days in the schems of life. It was the rigid simplicity, the ulter self-effacement of the Prophet the scupulous regard for pledges, his intense devotion to his friends and followrs, his intrepidity, his fearlessness, his absolute trust in God and in his own mission. These and not the sword carried everything before them and sumounted every obstacle.

Mahatma Gandhi's Statement Published in)
(Young India 1924

''میرا اس پر یقین پہلے سے بڑھ چکا ہے کہ یہ تلوار نہیں تھی جس کے ذریعے اسلام نے اپنا مقام حاصل کیا بلکہ ایک غیر لچک دار سادگی، پیغمبر اسلام کی نفس کشی، اپنے وعدوں کا احترام، اپنے دوستوں اور ماننے والوں کے لئے انتہائی درجہ کی وابستگی، ان کی بہادری اور بے خوفی اور اپنے خدا اور اپنے مشن پر غیر متزلزل اور مطلق ایمان نے انہیں کامیابیاں دلائیں اور اسی سے انہوں نے ہر مشکل پر قابو پایا۔''

مشہور برطانوی ادیب پروفیسر تھامس کارلائل (Thomas Carlyle) آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کے بارے میں یوں گویا ہے:

It is a great shame for anyone to listen to the accusation that Islam is a lie and that Muhammad was a fabricator and a deceiver. We saw that he remained steadfast upon his principles, with firm determination; kind and generous, compassionate, pious, vituous, with real manhood, hardworking and sincere. Besides all these qualities, he was lenient with others, tolerant, kind, cheerful and praiseworthy and perhaps he would joke and tease his companions. He was just, trithful, smart, pure, magnanimous and present-minded; his face was

radient as if he had lights within him to illuminate the darkest of nights; he was a great man by nature who was not educated in a school nor natured by a teacher as he was not in need of any of this.

On Heroes, Hero Worship and The Heroic)
(in History by Thomas Carlyle.

”یہ کسی کے لیے بھی شرم و عار کی بات ہے کہ وہ اسلام کو جھوٹ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو من گھڑت اور دھوکے باز جیسی چیزوں سے متہم ہوتا ہوا سنے۔ ہم نے دیکھا کہ اپنے اصولوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم اور ڈٹے رہے۔ وہ مہربان، فیاض، ہمدرد، پرہیزگار، نیک، محنتی اور مخلص تھے۔ ان تمام خوبیوں کے علاوہ وہ دوسروں کے ساتھ نرم مزاج، بردبار، مہربان، خوش مزاج اور قابل تعریف تھے اور آپ اپنے صحابہ کے ساتھ ہنسی مذاق بھی کرلیا کرتے تھے۔ وہ انصاف پسند، سچے، ہوشیار، پاکیزہ، عظیم اور حاضر دماغ تھے۔ ان کا چہرہ اس قدر تابناک تھا جیسے اس کے اندر رات کی تاریکیوں کو روشن کرنے کے لیے روشنیاں ہوں۔ وہ فطرتاً ایک عظیم انسان تھے آپ نے نہ کسی سکول میں تعلیم پائی اور نہ ہی کسی استاد نے اس کی پرورش کی کیونکہ آپ کو ان چیزوں کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔“

پھر ایک فرنچ فلاسفر لا مارٹین (Lamartine) ہسٹری آف ٹرکی (History of Turkey) میں لکھتا ہے:

If greatness of purpose, smallness of means and ostounding results are the three criteria of human genius, who could dare to compare any (great in modem history to Mumammad?

This man moved not only armies, legislations, empires, peoples and dynasties, but millions of men in one-third of the then inhabited world.

As regards all standards by which human greatness may be measured, we may well ask, is there any man greater than he?

(History of Turkey by A. De lamartine, New york; D. Appleton and company, 346-348, broadway. Vol.1, page 154)

”اگر کسی شخص کی قابلیت کو پرکھنے کے لئے تین معیار مقرر کئے جائیں کہ اس شخص کا مقصد کتنا عظیم ہے، اس کے پاس ذرائع کتنے محدود ہیں اور اس کے نتائج کتنے عظیم الشان ہیں تو آج کون ایسا شخص ملے گا جو محمد (ﷺ) سے مقابلہ کرنے کی جسارت کرے۔...“ محمد (ﷺ) نے نہ صرف دنیا کی فوجوں، قوانین، حکومتوں، مختلف اقوام اور نسلوں بلکہ دنیا کی کُل آبادی کے ایک تہائی کو یکجا کر دیا۔... انسانی عظمت کو پرکھنے کا کوئی بھی معیار مقرر کرلیں، کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بڑھ کر کبھی کوئی شخص پیدا ہوا؟“

کوی پنڈت ہری چند اختر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یوں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

کس نے ذروں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے کیا یتیموں کو درِیتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مر جاتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قیصر و کسریٰ کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم میں آشکارا کر دیا
آدمیت کا غرض سامان مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

سکھ مذہب کے بانی بابا گرونانک صاحب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی تعریف اس طرح سے کرتے ہیں۔

محمد ﷺ من تو من کتاباں چار
من خدا دی بندگی سچا اے دربار
الف اک ہے دوجا پاک رسول ﷺ
کلمہ پڑھ نانکا جو درگاہ پویں قبول

اور اس بات کی تصدیق ایک اور یورپی ادیب John William Draper نے اپنی کتاب History of the Intellectual Development of Europe میں کرتے ہوئے لکھا:

Four years after death of Justinian, A.D. 569, was born in Mecca, in Arabia, the man who, of all men, has exercised the greatest influence upon the human race...

[A History of the intellectual Development of Europe, London, 1875, Vol.1, pp. 329-330)

(بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

خطاب امیر

برائے اجلاس مجلس عاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

منعقدہ ۹/ مارچ ۲۰۲۲ء مطابق ۵/ شعبان ۱۴۴۳ھ بروز بدھ

بمقام: اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی-۲۵

نوٹ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی موقر مجالس عاملہ میں مختصر خطاب امیر موجودہ دور کی سنت رہی ہے۔ جس میں جمعیت و جماعت اور ملک وملت سے متعلق بہت سے رہنما امور کی طرف اشارہ، تلقین وتوضیح اور پند ونصیحت ہوتی ہے۔ ۹/ مارچ ۲۰۲۲ء کو مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا تھا جس میں امیر محترم نے موجودہ حالات کے تناظر میں پر مغز رہنمائی فرمائی تھی جس میں سے چند باتیں افادۂ عام کے لیے حوالۂ جریدہ ترجمان کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

الحمد وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وبعد

قال اللہ تعالیٰ ”كُنتُم خَيرَ أُمَّةٍ أُخرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأمُرُونَ بِالْمَعرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ“ (آل عمران:۱۱۰)

وقال: ”فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ“ (الرعد:۱۷)

نہایت ہی باوقار اراکین عاملہ ومعزز حاضرین باتمکین!

اللہ تعالیٰ آپ کے اس بامقصد ایاب و ذہاب، آمد ورفت اور سفر وحضر کو شرف قبولیت بخشے اور اسے جمعیت و جماعت کی تعمیر وترقی کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

حضرات گرامی! اس طویل مدت میں گو کہ ملک وملت اور جماعت وانسانیت کو ان گنت مسائل ومشکلات درپیش ہوئے اور حالات اس بات کے متقاضی تھے کہ آپ حضرات کو زحمتِ سفر دی جاتی اور باہم مل بیٹھ کر ان مسائل وچیلنجز کا حل تلاش کیا جاتا لیکن خواہش وکوشش کے باوجود کورونا کی مہاماری، پے درپے اس کے مختلف مراحل اور حکومتوں اور اطباء کی گائیڈ لائن کی وجہ سے یہ سب ممکن نہ ہوسکا۔ البتہ درپیش مسائل اور حل طلب امور میں موقر ذمہ داران واراکین سے مشوروں کا سلسلہ جاری رہا اور ان کی روشنی میں جماعت وجمعیت اور ملک وملت کی رہنمائی وگلہ بانی کا فریضہ ادا ہوتا رہا اور معمول کے کام دشواریوں کے باوجود بحمد للہ انجام پاتے رہے۔ اس دوران آل انڈیا دورۂ تدریبیہ برائے ائمہ دعاۃ ومعلمین کا کامیاب انعقاد کا تجربہ بھی کافی مفید رہا۔ وقفہ وقفہ سے تعمیراتی کام بھی جاری رہا اور اس میں کافی پیش رفت ہوئی۔ خصوصاً اہل حدیث منزل میں تعمیراتی سلسلہ الحمد للہ چوتھی منزل تک پہنچ گیا۔

معزز حاضرین! آج ملک وملت اور جماعت جن ناگفتہ بہ حالات اور مشکلات وچیلنجز سے دوچار ہے اور کورونا وبا، یکے بعد دیگرے اس کے مختلف مراحل اور مابعد کورونا کے مقتضیات اور اس دوران وقتاً فوقتاً فسطائی طاقتوں کی ریشہ دوانیاں جس قدر مستزاد ہیں ان سے آپ حضرات گرامی بخوبی واقف ہیں۔ اور یہ سب معمول کے واقعات سے ہوگئے ہیں۔ لیکن ان روز بروز رونما ہونے والے حالات نے ملک وملت اور بطور خاص جماعت حقہ کو عجب دوراہے پر لا کھڑا کردیا ہے۔ مسلسل لاک ڈاؤن کے سبب معیشت تباہ ہوچکی ہے اور مدارس وجامعات جانکنی کی حالت میں پہنچ گئے ہیں۔ ہماری جمعیتوں کے کام بھی متاثر ہیں۔ معیشت کی تباہی اور دینی تعلیمی اداروں کی مسلسل تالا بندی نے کئی طرح کے دینی، معاشرتی، تعلیمی، تنظیمی اور اقتصادی اور اخلاقی مسائل کھڑے کردیے ہیں۔ ان سب پر مستزاد بلکہ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ غیروں کی ریشہ دوانیوں اور اپنوں کی نادانیوں یا حسد وبغض یا شرور نفس نے جتنا نقصان ملک وملت اور جماعت کو پہنچایا ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ہم پچھلے دنوں ہزار رکاوٹوں کے باوجود تعمیراتی، تصنیفی، تعلیمی، تدریسی، تخلیقی، ملی، جماعتی، ملکی، صحافتی، اشاعتی جیسے بڑے بڑے کام کئے۔ منصوبوں کو بروئے کار لانے کی کوشش کی۔ اس دوران ہم بیرونی واندرونی اور آسمانی وزمینی کتنے ہی طرح کے بدترین حالات سے دوچار ہوئے اور جمعیت و جماعت کا نقصان ہوا۔ ہمیں تاریخ اسلام میں مدوجزر اسلام کے بے شمار ایسے حالات کا علم ہے کہ سازشوں اور داخلی فتنوں نے تعمیر وترقی کے سنہری دور کو کیسے پستی اور زوال بلکہ مکمل پسپائی اور ہزیمت میں بدل دیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ایک صالح اور قوی ملک ومعاشرہ چھوڑا تھا، مگر دو داخلی فتنوں نے خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشغول تو کردیا مگر آپ اور آپ کے اصحاب نے خصوصاً جنہوں نے جاہلیت اور اسلام کے ادوار دیکھے تھے اپنی رائے کو پس پشت ڈال دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے اور اقدام پر لبیک کہتے ہوئے مدعیان نبوت کو کچل کر رکھ دیا اور فتنہ ارتداد اور مانعین زکوۃ کی سرکوبی میں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فرمان پر اپنے آپ کو قربان کردیا۔ حالانکہ حالات بے حد مخدوش اور ظروف بے انتہا پرآشوب تھے۔ اور اسی قربانی اور اولوالعزمی کی دین تھی کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ سال اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک کے شروع کے تقریباً ۱۲ سال اسلامی فتوحات اور داخلی امن وامان کے بہترین ایام تھے۔ پھر اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے، دشمن بھیس بدل کر اور اسلام کا روپ دھار کر وہ خانہ جنگی برپا کی اور مد اسلام کو روکنے کا کام کیا جو ہزار جتن کے بعد قیصر وکسریٰ سوائے پسپائی وہزیمت وخوردگی کے کچھ نہیں کرسکے۔ اس سے نصیحت جو قوم وجماعت نہیں پکڑتی اس کو تنزلی وتلف ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا ہے اس لیے موجودہ حالات کے تناظر میں تاریخ نے سبق سیکھنے اور غور وفکر کرکے لائحہ عمل تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً

۱- عمل بالکتاب والسنۃ: ہم سبھی جانتے ہیں کہ دین کی اساس کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور انہیں دونوں مصادر میں ملک وملت اور انسانیت کے عروج وزوال کا راز مضمر ہے۔ اسلاف کرام کتاب وسنت پر عمل کرکے معزز ہوئے اور آج امت ان پر عمل نہ کرکے خواری وذلت سے دوچار ہیں۔ اس لیے دین کے ان دونوں سرچشموں کو حرز جان بنانے اور ان پر خود بھی عمل کرنے اور سماج ومعاشرہ میں ان کو رواج دینے کی ضرورت ہے۔ منتشر امت ہر زمانہ میں عمل بالکتاب والسنۃ کے ذریعہ ہی متحد ہوسکتی ہے۔

۲- دعوت و ارشاد: یوں تو ہر دَور اور زمانے میں دعوت واصلاح کی اہمیت وضرورت رہی ہے لیکن فی زمانہ اس کی اہمیت وضرورت شدید اور دو اور سہ چند ہوگئی ہے۔ کیوں کہ آج دینی وفکری ارتداد پوری تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ سماج میں بے حیائی عام ہورہی ہے، عوام کی دینی پکڑ کمزور ہورہی ہے۔ مادیت کے غلبے اور غیروں سے مرعوبیت نے نئی نسل کو دین بیزار اور اغیار کی سازشوں کا شکار بنا دیا ہے۔ اور ہماری بہت سی کوتاہیوں نے مایوسی کی راہ دکھانی شروع کردی ہے اپنے طور پر غیر دانشمندانہ اقدام پر مجبور ہیں۔ غیر مذہب میں شادی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ اور ہمارے بے حس سماج کا رویہ اس رجحان کو تیل فراہم کررہا ہے۔ لڑکیوں کی شادی کو مشکل ترین مرحلہ بنا دیا گیا ہے۔ جہیز اور شادی کی دیگر رسوم ورواج نے بیٹی والوں کا جینا حرام کردیا ہے۔ اخلاق ومسلمہ اقدار حیات کا جنازہ اٹھایا جارہا ہے۔ شریعت اور سلفیت کے نام پر غیر شرعی وغیر سلفی افکار ورجحان کو سوشل میڈیا کے ذریعہ پروسا جارہا ہے۔ علماء وذمہ داران قوم وملت کا استخفاف عام سی بات بلکہ فیشن ہوگیا ہے۔ نہ بڑوں کا احترام ہے نہ عزیزوں پر شفقت۔ ان سارے غیر صالح رویوں پر قدغن لگانے کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہ سارے کام دعوت واصلاح کے ذریعہ ہی انجام پاسکتے ہیں۔ اس لیے ہمارے علماء ودعاۃ کو اس انبیائی مشن میں تیزی لانے کی ضرورت ہے۔ حالات کی ناسازگاری کا رونا بند کیجئے۔ ہمارے اسلاف نے دعوت واصلاح کے ذریعہ ہی نامساعد حالات کا رُخ موڑا تھا۔ دنیا کو آپ کے پیغام امن وسعادت کی ضرورت ہے۔ وہ آپ کی منتظر ہے۔ آپ پُرعزم ہوکر آگے بڑھیں۔ وسائل از خود پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ آپ خیر امت ہیں اور خیر امت کا فریضہ انجام دیجئے اور بہر طور اس کے تقاضے کو پورا کیجئے۔ میں نے شروع میں دو آیتیں پڑھی ہیں۔ ان کے اندر ہر دور کے لیے کافی اہم پیغام ہے۔ خیر رساں قوم زندہ رہتی ہے اور خوش گوار زندگی سے متمتع ہوتی ہے اور جس قوم سے خیر رسانی ختم ہوجاتی ہے وہ جھاگ کی طرح بہہ جاتی ہے اور اس کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔ اس لیے اصلاح وارشاد کے کام کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔

۳- تعلیم و تربیت: اس کورونا کال میں سب سے زیادہ متاثر ہونے والے شعبوں میں سے ایک بنیادی شعبہ تعلیم وتربیت کا بھی ہے۔ ہمارے دینی مدارس ومکاتب اور جامعات جو ہماری دینی وملی اور جماعتی زندگی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور جو قلعے کے مانند ہمارے تشخص کی حفاظت کرتے ہیں یہ مسلسل دو سال رمضانی چندے بند ہونے کی وجہ سے اکثر بند ہوگئے ہیں۔ اساتذہ تنخواہوں کو ترس گئے ہیں۔ طلبہ نے راستہ بدل لیا ہے۔ اور گنتی کے جو چند بڑے مدارس و جامعات کسی قدر زندگی کا ثبوت دے رہے ہیں ان کی حالت بھی دگرگوں ہے۔ اہل خیر حضرات کا ان اداروں کے تئیں یہی رویہ رہا تو آہستہ آہستہ مساجد ومدارس کے منبرو محراب ائمہ ومؤذنین اور خطباء وواعظین اور مدرسین ومفتیان شرع متین سے خالی ہوتے چلے جائیں۔ اس جانب بھی بطور خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جان لیجئے کہ ہمارے دینی وملی تشخص کی بقا کا انحصار مدارس وجامعات پر ہے۔ لہٰذا ان اداروں کو باقی رکھنے کے لیے جدوجہد تیز کیجئے۔ اس حوالے سے بطور خاص ہجرت نبوی کے بعد کے ادوار اور قحط اور جہاد کے اوقات میں صحابہ کرام کے اسوہ کو حرز جان بنائیے، ان کے ایثار اور مل بانٹ کے کھانے وجینے اور رہنے کے اطوار شریفہ کو اپنائیے اور زندگی کا سراغ پاجائیے۔ اس طرح آپ موجودہ حالات پر قابو پاجائیں گے۔ ان شاء اللہ

٤- صباحی ومسائی مکاتب سسٹم: مساجد کے اندر صباحی و مسائی مکاتب سسٹم کی اہمیت وضرورت مسلم ہے۔ خاص طور سے ایسے وقت میں جب کہ ایک طرف مسلم گھرانوں میں دینی تعلیمی کا رجحان کم ہوتا جارہا ہے اور دوسری طرف دینی مدارس وجامعات کے خلاف چوطرفہ سازشیں ہورہی ہیں اور جس کا آغاز بعض صوبوں سے ہوبھی چکا ہے۔ نئی نسل دین وعقیدہ کی حفاظت اور ان کو نماز و دعا اور اسلامی آداب سکھانے کے لیے صباحی ومسائی مکاتب کے قیام اور احیاء کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں رہ گیا ہے۔ بڑے مدارس کا وجود جتنا ضروری ہے اس سے کم اہمیت مکاتب کی نہیں ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مختلف ذرائع کے علاوہ جریدہ ترجمان میں اشتہارات شائع کرکے اس جانب مسلسل دو سالوں سے امت و جماعت کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کررہی ہے۔

لڑکیوں کے لیے عصری درسگاہیں: روز بروز بدلتے حالات نے ثابت کردیا ہے کہ مسلم بیٹیوں کی عصری تعلیم و تربیت کے لیے عصری درسگاہوں، اسکولوں اور کالجز کی اشد ضرورت ہے۔ کیوں کہ ملک میں مخلوط اور مبینہ سیکولر اسکولوں اور کالجز میں مسلم بچیوں کی تعلیم کی وجہ سے متعدد دینی وسماجی مسائل پیدا ہورہے ہیں اور مسلم بچیوں کے دینی تشخص کے ساتھ کھلواڑ کرنے کی عملاً کوشش بھی ہورہی ہے۔ خاص طور سے ان حالات میں جب کہ شر پسند عناصر نے کالجز میں اپنے ایجنٹ طالب علموں کی شکل میں چھوڑ رکھے ہیں کہ وہ پیار ومحبت کے نام پر مسلم لڑکیوں کو پھنسائیں اور شادی کے نام پر ان کی عزت وآبرو کا استحصال کریں۔ یہ بڑا لمحہ فکریہ ہے۔ متمول مسلمان اپنی شادی بیاہ کے غیر ضروری مصارف پر کنٹرول کر کے ملک کی مسلم بیٹیوں کے لیے بڑے سے بڑے اسکول قائم کرسکتے ہیں۔ اس کی ضرورت اور اہمیت کو اس وقت اور زیادہ واضح کر کے لوگوں نے بیان کرنا اور اس کی افادیت اور ضرورت پر پورا زور صرف کرنا شروع کردیا ہے۔ مسلم بچیوں کے لئے کالجز اور دانش گاہوں کے قیام وتاسیس کے تعلق سے بے شمار مطالبے، کمنٹس اور رائیں آرہی ہیں۔ اس کی افادیت وضرورت اور اہمیت کب مسلم نہیں رہی ہے۔ لیکن بے حیائی وحیا باختگی اور اس سلسلہ میں رونما ہونے والے بعض واقعات وحادثات کو جس طرح وجہ جواز وموجب ایجاد وتاسیس گردانا جارہا ہے وہ بھی ایک بھیڑ چال، بے وقت کی راگنی اور جوش میں ہوش کھونے جیسا ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ ملت ہندیہ کے وسائل محدود ہیں اور اس طرح کی ضرورتیں لامحدود ہیں، پھر اس کے نقصانات واخراجات وامکانات سے قطع نظر اس کی تاسیس کے بعد کیا یہ چیلنجز ختم ہوجائیں گے، کیا ان کو قائم رکھ سکیں گے؟ اس کی معنویت وافادیت بلا حکومت اور ابنائے وطن کے مسلم ہوسکتی ہے؟ کیا ان کا وجود گوارہ ہوسکتا ہے؟ اس کے لئے مانیتا ومنظوری پراپت کرنا اور حکومت کے نت نئے احکامات فرامین، پروسیزر اور معیار کو پورا کرنا جیسے چیلنجز کا مقابلہ کیونکر ہوسکے گا؟ تسلیم ورضا اور شرائط وحدود وقیود مان لینے کے بعد پھر ان کے مومنانہ کردار اور خواتین ملت کی شناخت وتربیت وپرداخت کا کیا حشر ہوگا؟ اگر آپ شان استغنا کے زعم میں صرف بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کی ٹھان لیں اور مان لیں کہ ہم کو سرکاری شہادات ومراعات نہیں چاہئیں تو خود بتایئے کتنی فیصد بچیاں اور بچے اس طرح کے اداروں میں پڑھنے کے روادار ہوں گے۔ اگر بفرض محال اسے بھی تسلیم کرلیں تو کیا ان کا وجود وبقاء دل یزداں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہوا ممکن ہے کہ مدرسے ان کے کردار ومعیار کے ساتھ چلنے دیا جائے۔ ارض واقع پر کس درجے میں اس کی بقاء کو تسلیم بھی کرلیں تو آپ کس راہ سے چل کر آپ کی بچیاں با حجاب ان تعلیم گاہوں تک جاسکیں گی۔ خصوصا ایسی حالت میں کہ آپ کی بنی بنائی درسگاہیں، مراکز ودار العلوم، جامعات وجمعیات اور مدرسة العلوم اپنا اقلیتی کردار بھی برقرار نہ رہ سکیں اور خالص دینی ادارے بھی اب آپ کے قبضے سے معنوی طور پر کئی صوبوں میں مکمل طور پر باہر ہیں۔ اس لئے کوئی قرار داداد پاس کرنے اور توصیات کے اجراء سے قبل ہوش کے ناخون لیں تو بہتر ہے۔ ایاز قدرے خود بشناس۔ قرارداد اور توصیات تک بات نہ رہے عملی جامہ بھی پہنانے کا عزم ہوالغرض ہر اقدام ومنصوبہ ضروری ہے مگر ہوش کے ساتھ، حکمت اور دوراندیشی کے ساتھ جذباتیت اور بے جا جوش اور عجلت پسندی نہ ہو عواقب ونتائج ہاتھ بھی نہیں مگر اس پر گہری نظر ہو۔

۵-زکوۃ ہاؤس : ہم سبھی جانتے ہیں کہ زکوۃ اسلام کا تیسرا رکن ہی نہیں بلکہ تکافل اجتماعی کا موثر اور بہترین ذریعہ بھی ہے۔ ہندوستان میں ہمارے دینی مدارس کی ضرورتیں عموماً اسی سے پوری ہوتی ہیں۔ لیکن یہ زکاۃ کا جامع تصور نہیں ہے۔ اس میں فقراء ومساکین کی امداد اور بے روزگاروں کو اپنے قدم پر کھڑا کرنا بھی شامل ہے۔ آپ حضرات ودانشوران علماء ہیں اور جانتے ہیں کہ زکاۃ کا تصور کس قدر وسیع ہے۔ ان کے علاوہ بڑے بڑے کام زکوۃ کے ذریعہ انجام پاسکتے ہیں۔ زکوۃ کا نظام مضبوط ومنظّم نہ ہونے کی وجہ سے ہم زکوۃ تو کسی درجے میں ادا کرتے ہیں لیکن وہ نتیجہ خیز نہیں ہوتیں یا پھر غیر مستحق اور پیشہ ور لوگوں کے ہاتھ لگ جاتی ہیں۔ اس لیے آج کی موقر مجلس میں من اور مزاج بنایئے کہ ملکی سطح پر ''زکوۃ ہاؤس'' قائم کریں جن کی ہر اضلاع میں شاخیں ہوں جو مستحقین کا پتہ لگا کر ان تک زکوۃ کی رقم کی ترسیل کو یقینی بنائیں۔ اس طرح سے ہمارا معاشرہ چند ہی سالوں میں خود کفیل معاشرہ بن سکتا ہے۔

٦-رجوع وانابت الی اللہ : یہ اول وآخری نکتہ ہے جس کی طرف توجہ مبذول کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ہماری ساری تدبیریں ناقص رہیں گی۔ ہم اپنے ایمان واعمال کا جائزہ لیں۔ اپنا محاسبہ کریں۔ اپنے عزم وارادے میں استقامت پیدا کریں۔ یقین واذعان کو مستحکم کریں۔ مایوسی کو اپنے گرد وپیش میں بھٹکنے بھی نہ دیں۔ عزم وحوصلہ بلند رکھیں۔ صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ اپنے مولیٰ سے رشتہ جوڑیں، صلوۃ پنجگانہ کے ساتھ ساتھ سنن ونوافل کا بھی اہتمام کریں، صلاۃ اللیل سے ایک داعی کو قوت ملتی ہے اس کا بھی التزام کریں۔ پڑوسیوں کے ساتھ ساتھ اپنے غیر مسلم بھائیوں کے تئیں اپنے اخلاق وکردار اور دعوت واصلاح کو نہ بھولیں۔ فارغ اوقات کو اذکار وادعیہ میں بسر کریں۔ تلاوت قرآن کریم کثرت سے کریں۔ اپنے اخلاق وکردار کا تزکیہ کریں۔ یہ ہماری دنیوی واُخروی فوز وفلاح کی شاہ کلید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو کہنے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

اخیر میں ایک بار پھر آپ حضرات گرامی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

وصلی اللہ علی النبی و سلم تسلیما کثیراً

خادم جماعت

اصغر علی امام مہدی سلفی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

☆☆☆

عیدالاضحیٰ - احکام ومسائل

حافظ صلاح الدین یوسف

عن زید بن ارقم قال قال اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یارسول الله ماهذه الاضاحی قال سنة ابیکم ابراهیم (رواہ احمد وابن ماجہ،مشکوۃ باب فی الاضحیۃ)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا: ''یہ قربانیاں کیا ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔''

قربانی کی اهمیت: عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من وجد سعة لان یضحی فلم یضح فلا یحضر مصلانا (الترغیب ج۲ص۱۵۵)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص قربانی کی استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو''۔

عیدالاضحی کا بهترین عمل: عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم (مشکوۃ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی والے دن اللہ کو کوئی عمل اتنا زیادہ محبوب نہیں جتنا خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) کا عمل ہے۔''

قربانی سنت مؤکده هے: قربانی واجب ہے یا سنت؟ محدثین اس کے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے آکر سوال کیا:الاضحیة واجبة هی (کیا قربانی واجب ہے؟) اس کے جواب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ضحی رسول الله صلی الله علیه وسلم والمسلمون. (جامع ترمذی ج۱ص۱۸۲)

''آں حضرت ﷺ نے قربانی کی اور تمام مسلمان کرتے رہے''۔سائل نے اپنے خیال میں اس جواب کو ناکافی سمجھ کر پھر سوال کو دہرایا۔آپ نے اس کے دوبارہ سوال کا پھر یہی جواب دیا۔اس پر امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔والعمل علی هذا عند اهل العلم ان الاضحیة لیست بواجبة ولکنها سنة من سنن النبی ﷺ (حوالہ مذکور) یعنی ''اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ قربانی ضروری نہیں بلکہ آں حضرت ﷺ کی سنت ہے'' تاہم اس سنت کا مؤکدہ ہونا اس سے واضح ہے کہ نبی ﷺ دس سال مدینہ میں رہے۔اور آپ ﷺ برابر قربانی کرتے رہے۔اقام رسول الله ﷺ بالمدینة عشر سنین یضحی (رواہ الترمذی)

عیب دار جانور، جن کی قربانی جائز نهیں: عن علی قال امره رسول الله ﷺ ان نستشرف العین والأذن وان لا نضحی بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء. (مشکوۃ)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جانور قربانی میں ذبح نہ کیے جائیں۔''

مقابلہ: جس کے کان اوپر کی جانب سے کٹے ہوئے ہوں۔

مدابرۃ: جس کے کان نیچے کی طرف سے کٹے ہوئے ہوں۔

شرقاء: جس کے کان چرے ہوئے ہوں لمبائی میں

خرقاء: جس کے کان میں گول سوراخ ہو۔

نهی رسول الله ﷺ ان نضحی باعنب القرن والاذن (مشکوۃ)

جس جانور کا نصف یا زیادہ سینگ اندرونی حصہ سے چلا گیا ہو۔

جس جانور کا کان کٹا ہوا ہو۔

ان رسول الله ﷺ سئل ماذا یتقی من الضحایا فاشار بیده فقال اربعا العرجاء البین ظلعها والعوراء البین عورها والمریضة البین مرضها والعجفاء التی لا تنقی (مشکوۃ)

لنگڑا جانور، جس کا لنگڑا پن بالکل ظاہر ہو۔

کانا (بھینگا) جانور جس کا کانا پن واضح ہو۔

بیمار جانور، جس کی بیماری بالکل نمایاں ہو۔

کمزور اور لاغر جانور، جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو۔

لا یجوز من البدن العوراء ولا العجفاء (الطبرانی فی الاوسط،مجمع الزوائد ج۴ص:۱۹)

وہ جانور جس کو خارش (کھجلی) ہو۔

وہ جانور جس کا تھن کٹا ہوا ہو۔

نهی رسول الله ﷺ عن المصفرة والمستاصلة والبخقاء والمشیعة والکسراء (مرعاۃ ج۲ص:۳۶۱)

مصفرۃ: جس کا کان اکھاڑ دیا گیا ہو اور اس کا سوراخ باقی ہو۔

مستاصلة: جس کا سینگ جڑ سے نکال دیا گیا ہو۔

بخقاء: جس کی آنکھوں کی بصارت زائل ہوگئی ہو۔

مشیعۃ: اتنا کمزور جو ریوڑ کے ساتھ چلنے پر بھی قادر نہ ہو۔

کسراء: جو بوجہ کمزوری کے کھڑا نہ ہو سکے یا پاؤں ٹوٹ جانے کی وجہ سے چل نہ سکے۔

قربانی کا جانور مسنہ ہو: آں حضرت ﷺ نے فرمایا: لاتذبحوا الامسنة الحديث ۔رواہ مسلم۔(مشکوۃ ص:۱۲۷) یعنی ”صرف دودانتا جانور کی قربانی کرو“

اس حکم نبوی ﷺ کے مطابق بکرا بکری، اونٹ وغیرہ دودانتے ہونے ضروری ہیں۔ ہاں بھیڑ کا جذعہ دودانتا نہ ہو تو قربانی میں ذبح کیا جاسکتا ہے لیکن یہ جذعہ ایک سال سے کم نہ ہو۔

ایک ضروری وضاحت: خیال رہے کہ مسنہ کا مطلب بڑی عمر کا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ جانور (بکرا اور اونٹ وغیرہ) جو دودانت نکال لیں۔ اور مختلف ملکوں کے اعتبار سے جانوروں کے دودانتا ہونے میں سالوں کا فرق واقع ہوا ہے۔ مثلا کسی ملک میں بکری دوسال کے بعد تیسرے سال میں دودانت نکالتی ہے جبکہ ہمارے ملک میں بالعموم دوسرے سال میں دودانتا ہوجاتی ہے۔ اونٹ پانچ سال کے بعد چھٹے سال میں دودانتا ہوجاتا ہے اس لیے قربانی کے ان جانوروں میں سالوں اور عمروں کا اعتبار نہیں۔ بلکہ مسنہ (دودانتا) ہونا ضروری ہے وہ جب بھی ہو۔

خصی ہونا عیب نہیں ہے: خصی جانور کی قربانی بلاکراہت جائز ہے۔ خود آں حضرت ﷺ نے دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی تھی۔ ذبح النبی صلی الله علیه وسلم یوم الذبح کبشین املحین موجوئین (الحدیث، سنن ابی داؤد ج:۲ص:۳۰)

اگر تعیین کے بعد عیب دار ہوجائے؟ اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی نمایاں اور واضح عیب پیدا ہوجائے مثلا نصف سے زیادہ کان کٹ گئے۔ کانا ہوگیا یا ظاہراً لنگڑا ہوگیا یا سینگ ٹوٹ گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلے میں بعض علماء مسند احمد کی ایک حدیث کے مطابق ایسے جانور کی قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے قربانی کے لیے ایک دنبہ خریدا، ایک بھیڑیئے نے اس پر حملہ کرکے اس کی چکی کاٹ لی۔ صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اسی جانور کی قربانی کرڈالو (ضح بہ) لیکن دیگر بعض علمائے محققین اس حدیث سے استدلال درست نہیں سمجھتے کیوں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ ان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ، امام شوکانی رحمہ اللہ اور صنعانی صاحب سبل السلام جیسے اساطین علم وفن شامل ہیں۔

بنابریں جو شخص صاحب حیثیت ہو، اس کے لیے زیادہ صحیح اور احوط یہی ہے کہ وہ مزید کچھ رقم خرچ کرکے بے عیب جانور لے کر قربانی کرے۔ البتہ نادار آدمی جو جانور بدلنے کی صورت میں نقصان برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا اس کے لیے گنجائش نکل سکتی ہے۔

قربانی کا جانور خود ذبح کرے: قربانی کا جانور خود ذبح کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کیا کرتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے کوئی خود قربانی ذبح نہ کرے تو ذبح کے وقت اس کے پاس موجود ضرور رہے۔

بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ قربانی کے جانور اپنے ہاتھ سے خود ذبح کریں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت بھی اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کرسکتی ہے۔

قربانی کا گوشت خود بھی کھائیے دوسروں کو بھی کھلائیے: قربانی کا گوشت خود کتنا کھائے اور کتنا تقسیم کرے، اس کی کوئی حد کسی نص صریح سے ثابت نہیں۔ البتہ بعض علماء نے قرآن کی اس آیت فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (سورہ الحج:۳۶) قربانی کے گوشت سے خود بھی کھاؤ، خود دار محتاج اور سوالی کو بھی کھلاؤ کے تحت لکھا ہے کہ گوشت کے تین حصے کرلیے جائیں۔ ایک اپنے لئے، دوسرا احباب و متعلقین کے لئے اور تیسرا فقراء ومساکین کے لیے وقد احتج بهذه الآية الكريمة من ذهب من العلماء الى ان اضحية تجزأ ثلاثة فثلث لصاحبها ياكله وثلث يهديه لا صحابه وثلث يتصدق به على الفقراء (تفسیر ابن کثیر ج:۳ص:۲۲۳)

غیر مسلم کوبھی قربانی کا گوشت دیا جاسکتا ہے: قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کا یہ حکم واطعموا القانع والمعتر (سوالی اور غیر سوالی دونوں کو قربانی کے گوشت سے کھلاؤ) عام ہے جس میں غیر مسلم بھی شامل ہیں۔

پورے گھر کے لیے ایک جانور کافی ہے: عن عطاء بن يسار سألت ابا ايوب الانصاری کیف کانت الضحایا فیکم علی عهد رسول الله ﷺ يضحى بالشاة عنه وعن اهل بيته ...رواه ابن ماجه والترمذی وصححه (نیل الاوطار ج:۵ص:۱۳۶)

”عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ کی قربانیاں کیسی ہوتی تھیں؟ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آدمی اپنی طرف سے اور گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کیا کرتا تھا۔

ذبح کرنے کا وقت: عن انس قال قال النبی ﷺ یوم النحر من کان ذبح قبل الصلوة فلیعد متفق علیه وللبخاری من ذبح قبل الصلوة فانما یذبح لنفسه من ذبح بعد الصلوة فقد تم نسکه واصاب سنة المسلمین (نیل الاوطار ج:۵ص:۱۴۰)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی ذبح کردی ہوا سے دوبارہ قربانی کرنی چاہیے۔ اور صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔ ''جس شخص نے نماز عید سے قبل ہی قربانی ذبح کردی وہ اس کے اپنے ہی نفس کے لیے ہے (یعنی قربانی کے اجروثواب سے وہ محروم ہے) اور جس نے نماز کے بعد قربانی ذبح کی۔ اس نے اپنی قربانی پوری کرلی اور مسلمانوں کے طریقے کو اس نے پالیا۔''

قربانی کتنے دن تک جائز ہے: قربانی کرنی اگرچہ یوم النحر یعنی بقرعید والے دن سب سے بہتر ہے لیکن اس کے بعد بھی قربانی کرنی جائز ہے۔ گو اس میں اختلاف ہے کہ قربانی کتنے دن تک جائز ہے؟ حدیث شریف کی رو سے (بقرعید یعنی ۱۰ ذوالحجہ) کے بعد تین دن (۱۱۔۱۲اور۱۳ ذوالحجہ) تک ہوسکتی ہے کیونکہ عید کے دن کو اصطلاح شرعی میں یوم النحر اور اس کے تین دنوں ۱۱۔۱۲اور۱۳ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے۔ اور ان چاروں دنوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ (سورہ البقرہ) تفسیر ابن کثیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: **الایام المعدودات ایام التشریق اربعة ایام یوم النحر وثلاثة بعده یعنی الایام المعدودات** (گنتی کے چند دن) سے مراد ایام تشریق یعنی یوم النحر (بقرعید کا دن دسویں تاریخ) پھر تین دن اس کے بعد ہیں۔ یعنی ۱۱۔۱۲اور۱۳ فقہ حنفیہ کی مشہور اور متداول کتاب ہدایہ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ایام تشریق تین دن ہیں۔ ۱۱۔۱۲اور۱۳ (ملاحظہ ہو کتاب الاضحیۃ ص۴۳۰ آخرین طبع لکھنؤ) جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے بھی غنیۃ الطالبین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایام معدودات کی یہی تفسیر نقل فرمائی ہے (ص ۵۰ مطبوعہ، لاہور ۱۳۰۹ھ) پس جب یہ ثابت ہوچکا کہ یوم النحر (قربانی کے دن ۱۰ ذوالحجہ) کے علاوہ ایام تشریق تین دن ہیں یعنی ۱۱۔۱۲اور۱۳ جن میں ذکر الٰہی یعنی فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہی جاتی ہیں۔ **اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد** تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایام تشریق قربانی کے دن بھی ہیں جن میں قربانی ذبح کی جاسکتی ہے چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: **ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل ایام التشریق ذبح رواہ احمد وابن حبان فی صحیحہ (تفسیر ابن کثیر سورۃ الحج ونصب الرایۃ** ص:۲۱۲ ج:۴) **ورواہ ایضا الدارقطنی فی سننہ** (ص:۵۴۴ طبع دہلی) **والامام البیہقی فی سننہ الکبری** (ص:۲۹۵۔۲۹۶) **مع ذکر روایات اخری یعنی** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔

کھالوں کا مصرف: **عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال امرنی رسول اللہ** ﷺ **ان اقوم علی بدنہ وان اتصدق بلحومها وجلودها واجلتها وان لا اعطی الجزار منها شيئا وقال نحن نعطيه من عندنا** (متفق علیہ، نیل الاوطار ج۶ ص۱۴۶)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں آپ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اور ان کے گوشت، کھالیں اور جلیں صدقہ کردوں، اور قصاب کو بطور اجرت ان میں سے کوئی چیز نہ دوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چنانچہ قصاب کو اجرت ہم الگ اپنی گرہ سے ادا کیا کرتے تھے''۔

تکبیرات عید: عیدین کے موقع پر زیادہ سے زیادہ اللہ کی تکبیر وتہلیل اور تسبیح وتحمید مشروع ہے۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: **زینوا اعیادکم بالتکبیر** (الترغیب ج۲:ص:۱۵۳)

''اپنی عیدوں کو تکبیروں کے ساتھ مزین کرو'' اسی لیے نماز عید کے لیے آتے جاتے راستوں میں تکبیرات پڑھنے کا حکم ہے۔ عشرہ ذوالحجہ کے بارے میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل ملتا ہے کہ وہ ان دنوں کوچہ وبازار میں باآواز بلند تکبیرات پڑھتے جنھیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تکبیرات پڑھنی شروع کردیتے (صحیح بخاری باب فضل العمل فی ایام التشریق) اور بقرعید کے سلسلے میں خاص طور پر ایک روایت کی بنیاد پر کئی علماء نے لکھا ہے کہ ۹/ذوالحجہ کی صبح کی نماز سے آخر ایام تشریق (یعنی ۱۳/ذوالحجہ کی عصر کی نماز) تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات پڑھنی چاہئیں۔ (سنن دارقطنی، ج:۲:۴۹ طبع جدید) یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے بلکہ حافظ ابن کثیر نے غیر مرفوع بھی کہا ہے (لایصح مرفوعا۔ تفسیر ابن کثیر ج:۱ص:۱۴۵) تاہم دوسری روایات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ نیز امام شوکانی رحمہ اللہ نے غالباً روایت کے ضعف کے پیش نظر کہا ہے کہ یہ تکبیرات فرض نمازوں کے بعد ہی نہیں بلکہ ان ایام میں ہر وقت پڑھنی مستحب ہیں۔ (نیل الاوطار ج:۳ص:۳۸۹)

تیز دھار چھری سے ذبح کیاجائے: جانور ذبح کرتے وقت اس امر کا بھی خیال رکھا جائے کہ چھری کند نہ ہو، چھری کی دھار اچھی طرح تیز کرلی جائے تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ اس بارے میں بھی حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خاص ہدایت دی ہے۔ (الترغیب ج:۲ص:۱۵۶)

بھینس کی قربانی: عرب بالخصوص حجاز (مکہ ومدینہ) میں بھینس نہ پائی جانے کی وجہ سے بھینس کے بارے میں بالخصوص قرآن وحدیث میں کوئی صراحت نہیں ہے، غیر عرب علاقوں میں بھینس پائی جاتی ہے تاہم بعض علمائے لغت نے اسے گائے ہی کی ایک قسم قرار دیا ہے۔ جیسے علامہ دمیری رحمہ اللہ حیوۃ الحیوان میں لکھتے ہیں۔ **الجاموس واحد الجوامیس فارسی معرب حکمہ وخواصہ کالبقر** (ج:۱ص:۱۸۳)

(بقیہ صفحہ ۳۶ پر)

رپورٹ: شعبۂ تنظیم

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر

☆ امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کا ایمان افروز خطاب اور ایمان واستقامت، شہادت حق، اتحاد واتفاق، قومی یکجہتی اور رجوع الی اللہ پرزور، خود فراموشی اور قول وعمل کے تضاد سے اجتناب کی تلقین ☆ ملکی وملی اور جماعتی امور سے متعلق اہم فیصلے اور قرار دادیں ☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام انیسواں دو روزہ عظیم الشان آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید و تفسیر قرآن کریم کے کامیاب انعقاد پر مرکزی جمعیت کے ذمہ داران کی ستائش ☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دستور اساسی میں نظرثانی ترمیم کے لیے کمیٹی برائے دستور کو ذمہ داری تفویض ☆ مرکزی جمعیت میں صلح کے حوالے سے ممبئی سے شائع شدہ کتاب میں کی گئی خیانت، بد دیانتی اور اظہار ذات کی مذمت۔ ☆بی جے پی کی قومی ترجمان کے ذریعہ شان رسالت میں شرمناک اور نازیبا تبصرہ کی مذمت۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کے زیرصدارت بتاریخ ۱۹رجون ۲۰۲۲ء مطابق ۱۹رذوالقعدہ ۱۴۴۳ھ بروز اتوار بوقت دس بجے صبح، بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی منعقد ہوا۔ جس میں ملک کے کونے کونے سے معزز ارکان مجلس عاملہ وذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث نے شرکت کی۔

اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:

۱-خطاب امیر۔
۲-گزشتہ کارروائی کی خواندگی وتوثیق۔
۳-رپورٹ ناظم عمومی۔
۴-رپورٹ ناظم مالیات۔
۵-ملکی وملی مسائل پرغور وخوض۔
۶-دستور میں ترمیم پرغور وخوض۔
۷-جمعیت کے مالی استحکام کے لیے غور وخوض۔
۸-دیگر امور باجازت صدر۔

اجلاس کا آغاز حافظ محمد عبدالقیوم صاحب نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پھر حسب ایجنڈا اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ خطاب امیر کے تحت مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے مؤقر اراکین اور ذمہ داران صوبائی جمعیات کو خوش آمدید کہتے ہوئے ان کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ عقیدہ توحید پوری انسانیت کو ہمدردی وغم گساری، امن وشانتی، آپسی تعاون، بھائی چارہ اور سعادت وکامرانی کی ضمانت دیتا ہے۔ انھوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ موجودہ حالات میں ہمیں اسوہ نبویﷺ کو اپنانے اور اپنے اخلاق وکردار سے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے صبر وتحمل، استقامت اور حکمت ودانائی سے کام لینے، خودفراموشی اور قول وعمل کے تضاد سے بچنے، شہادت حق اور رجوع الی اللہ کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی احکام وعبادات پرعمل کرنا ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے ہمیں اس مقصد سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ نیز انھوں نے اتحادواتفاق اور قومی یکجہتی کی اہمیت وضرورت پرزور دیا۔

بعد ازاں ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی کے ذریعہ گزشتہ اجلاس عاملہ کی رپورٹ کی خواندگی عمل میں آئی، جس کی حاضرین نے توثیق کی۔ اس کے بعد اللہ رب العزت کی خصوصی توفیق ومدد سے، امیر محترم کی گراں قدر رہنمائی، مسلسل فکرمندی اور عملی جد وجہد اور موقر اراکین واحباب کے تعاون سے مرکزی جمعیت کے مختلف شعبوں مثلاً شعبہ استقبالیہ، دفتری امور، شعبہ دعوت وارشاد، شعبہ تعلیم وتربیت، شعبہ نشرواشاعت، شعبہ تنظیم، مکتبہ ترجمان، میڈیا سیل، شعبہ افتاء ومجلس تحقیق علمی، شعبہ احصائیات، شعبہ تعمیرات، شعبہ مالیات، شعبہ رفاہ عامہ، شعبہ قومی وملی امور کے تحت جوسرگرمیاں انجام پاسکی ہیں ان کی مختصر رپورٹ پیش کی گئی جس پر اراکین نے خوشی واطمینان کا اظہار کیا۔ اجلاس میں ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے جمعیت کے آمدوخرچ کے تفصیلی حسابات پیش کئے جس پر مؤقر اراکین نے اعتماد واطمینان

کا اظہار کیا۔

اجلاس میں من جملہ دیگر امور کے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کمیٹی برائے دستور کو مکلّف کیا گیا کہ دستور میں نظر ثانی اور ترمیم پر غور وخوض کر کے آئندہ مجلس میں اپنی سفارشات پیش کرے۔ نیز مختلف صوبوں میں ہوئے صوبائی انتخابات کی توثیق کی گئی اور بعض صوبوں میں ایڈہاک کمیٹی بننے کے بعد بھی مسلسل خاموشی منمانی اور مخالفت وغیرہ کی وجہ سے ازسرنو ایڈہاک کمیٹی بنانے تجویز کی تائید کی گئی۔ اسی طرح مرکزی جمعیت اہل حدیث میں صلح کے حوالے سے ممبئی سے شائع شدہ کتاب میں کی گئی خیانت، بددیانتی اور اظہار ذات کے مظاہرہ کی مذمت کی گئی۔ اس اجلاس میں ملک وملت کے اہم مسائل اور جماعت کی تعمیر وترقی سے متعلق امور پر تبادلہ خیال ہوا اور مندرجہ ذیل قرارداد وتجاویز پیش کی گئیں۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں عقیدۂ توحید کو پوری انسانیت تک پہنچانے، اپنے اخلاق وکردار سے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنے اور سیرت نبویہ کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کرنے، ناموس رسالت کے تحفظ اور ہر مذہب کے مذہبی پیشواؤں ورہنماؤں کا احترام کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مسلم تنظیموں، اداروں کے ذمہ داران اور علماء سے ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی سے گریز کرنے اور کسی بھی ملی وقومی مسئلہ پر متفقہ رائے بنانے کی اپیل کی گئی ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ صبر مومن کی طاقت ہے اور امت مسلمہ سے موجودہ حالات میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکمت ودانائی اختیار کرنے اور غیر قانونی طریقہ کار سے احتراز کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسی طرح ملک میں آپسی بھائی چارہ، قومی یکجہتی کے قیام کی ضرورت پر زور دیا گیا اور میڈیا سے افواہ اور سنسنی خیز واقعات کا کوریج نہ دینے کی اپیل کی گئی ہے۔ قرار داد میں رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے سیاسی لیڈروں کی مذمت کی گئی اور اس طرح کے بیانات سے بچنے کی تلقین کی گئی ساتھ ہی ان کے خلاف کارروائی کو بنظر تحسین دیکھتے ہوئے ان کے خلاف مزید کارروائی کا پرزور مطالبہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ شراب نوشی، قتل جنین، جوا، سٹہ، جہیز اور عورتوں کے استحصال کے سدباب کے لئے اقدامات کرنے کی عوام وخواص سے اپیل کی گئی ہے۔

ملک کے مختلف حصوں میں انہدامی کارروائی اور گرفتاری کے انداز اور طریقہ کار پر تشویش کا اظہار اور غیر قانونی تعمیرات کی حوصلہ شکنی اور ملک وبیرون ملک ہونے والے دہشت گردانہ واقعات کی مذمت اور فلسطین میں اسرائیل کی ظالمانہ کارروائی پر روک لگانے اور طلباء کے مطالبات پر سنجیدگی سے غور کرنے اور طلبہ اور جوانوں سے پرامن رہنے اور تخریبی کارروائی سے بچتے ہوئے اپنے مطالبات رکھنے کی اپیل اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے انیسویں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے انعقاد کی ستائش کی گئی ہے۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں جو جنگیں ہو رہی ہیں اور تصادم کے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں وہ کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ لہٰذا کوئی بھی تنازعہ فریقین کو مذاکرات سے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ قرارداد میں ملک وملت اور جماعت وجمعیت کی اہم شخصیات کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار، ان کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا گیا ہے۔

قرار داد کا متن:

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس عقیدۂ توحید سے متعلق اسلامی تعلیمات اور اس کی خوبیوں کو پوری انسانیت تک پہنچانے، مسلمانوں کو خود اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونہ بننے، اپنے اخلاق وکردار سے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنے، اسلام سے متعلق پھیلائی جارہی غلط فہمیوں کے ازالہ اور سیرت نبویؐ کی اہمیت وافادیت کو اجاگر وعام کرنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا ماننا ہے کہ عدم تحفظ کا احساس، بے روزگاری، ضروری اشیاء کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ اور افواہ وسنسنی پھیلانا، عدم احترام انسانیت اور فرقہ پرستی اس ملک کے سنگین مسائل میں سے ہیں ان پر قابو پائے بغیر ملک کی خوشحالی اور تعمیر وترقی ممکن نہیں۔ یہ اجلاس تمام برادران وطن، سیاسی پارٹیوں اور حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مذکورہ مسائل کو حل کرنے کے لئے ٹھوس قدم اٹھائیں اور الیکشن میں کسی کے ذات ومذہبی معاملات وامور کو مدعا نہ بنا کر ترقیاتی مسائل کو اپنا انتخابی مدعا بنائیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس آپسی بھائی چارہ، قومی یکجہتی اور باہمی تعاون کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔ اس ملک کی تعمیر وترقی میں قومی یکجہتی، ملنساری اور اخوت نے اہم کردار ادا کیا ہے اور یہی ہماری شناخت رہی ہے لیکن افسوس کہ کچھ ناعاقبت اندیش لوگوں کے غلط اور بے بنیاد بیانوں سے ہماری یہ شناخت متاثر ہوتی جارہی ہے۔ اس لئے عاملہ کا یہ اجلاس الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذمہ داران اور مالکان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے بیانات کو کوریج نہ دیں جو ہماری گنگا جمنی تہذیب کو متاثر کرتے ہوں اور ان بیانات اور واقعات کو کوریج دیں جو ملک کے مفاد میں ہوں تاکہ عوام کا اس پر اعتبار باقی رہے۔ یہ میڈیا کی اخلاقی، قانونی اور صحافتی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کے مختلف صوبوں میں انہدامی کارروائی کے طریقہ کار اور گرفتاری کے انداز پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا ماننا ہے کہ غیر قانونی تعمیرات یقیناً غلط ہیں اور اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔ لیکن تعمیرات کے وقت حکومت کے کارندے ذاتی فائدے کے لیے جو چشم پوشی کرتے ہیں وہ بھی غلط

ہے ان کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہیے تاکہ پوری طرح اس کا سد باب ہوسکے۔علاوہ ازیں غیرقانونی تعمیرات کی انہدامی کارروائی کو عدالتی کارروائی سے گزارنا عدلیہ وانتظامیہ دونوں پر عوامی اعتماد کو تقویت بخشے گا اور شہریوں کا بیجا نقصان بھی نہیں ہوگا۔

☆مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا اس بات پر ایمان ویقین ہے کہ صبر مومن کی طاقت ہے فتنہ اور آزمائش کے زمانے میں ہمیں صبر وتحمل کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ایسے موقع پر حکمت ودانائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حالات کو سمجھنا اور اس کو صحیح رخ پر لے جانے کی کوشش کرنا، دور حاضر کے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگنے کے ساتھ ہی ساتھ دستور وقانون کا بھرپور سہارا لینا چاہیے اور غیر آئینی طریقۂ کار سے ہر حال میں احتراز کرنا چاہیے۔

☆مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک اور بیرون ملک ہونے والے کسی بھی دہشت گردانہ واقعہ کی سخت مذمت کرتا ہے اور اپنے اس موقف کا اعادہ کرتا ہے کہ دہشت گردی اور دہشت گرد کا کوئی مذہب ومسلک نہیں ہوتا اس لئے اس کو کسی خاص فرقہ سے جوڑنا سراسر غلط ہے۔اس سے دوسروں کے مذہب اور اس کے ماننے والوں کی شبیہ خراب ہوتی ہے۔لہٰذا کسی بھی ناخوشگوار واقعہ کو کسی ایک فرقہ سے منسوب کرنے کی سوچ ورجحان پر قدغن لگانے کی سخت ضرورت ہے۔

☆مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملی تنظیموں، جماعتوں، اداروں کے ذمہ داران اور علماء کرام سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی اور خلاف واقعہ کسی بھی رائے زنی سے پرہیز اور مسلکی اختلاف سے بالاتر ہوکر اتفاق واتحاد کا مظاہرہ کریں۔حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ کسی بھی معاملہ میں انفرادی راہ اپنانے سے گریز کیا جائے اور اہم مسائل پر متفقہ رائے بنانے کی کوشش کی جائے، یہی قوم وملت اور ملک کے مفاد میں ہے۔

☆عصر حاضر میں تعلیم کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، تعلیم وترقی لازم وملزوم ہیں۔ وقت اور حالات کے مدنظر ایسے اسکولوں، کالجوں کے قیام کی سخت ضرورت ہے جہاں پر عصری علوم کے ساتھ ہی ساتھ شرعی علوم کا بھی انتظام ہوتا کہ ہماری نئی نسل اپنی مذہبی شناخت کو باقی رکھ سکے۔لہٰذا مجلس عاملہ کا یہ اجلاس قوم وملت اور جماعت کے صاحب ثروت حضرات سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے معیاری اسکولوں اور درسگاہوں کے قیام کو یقینی بنائیں اور عصری ومذہبی وٹکنیکل تعلیم کے فروغ کے لئے کام کرنے والوں کا زیادہ سے زیادہ تعاون کریں۔یہ ہماری قومی ضرورت اور دینی وملی ذمہ داری ہے۔

☆قتل جنین، شراب نوشی ودیگر منشیات، جواسٹہ، جہیز اور عورتوں کے استحصال اور سوشل میڈیا کے ذریعہ پھیلائی جارہی فحاشی کی مختلف صورتوں پر گہری تشویش اور فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے مجلس عاملہ کا یہ اجلاس فلاحی وسماجی اداروں اور حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ان برائیوں پر قابو پانے کے لئے عوام میں بیداری پیدا کریں تاکہ مذکورہ سلگتی سماجی برائیوں پر قدغن لگائی جاسکے۔

☆ناموس رسالت کا تحفظ اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔وہ تمام مذاہب کے دھرم گروؤں اور مذہبی پیشواؤں کے احترام کی بھی تعلیم دیتا ہے۔اس کی نظر میں کسی مذہب کے رہنماؤں کی توہین کرنا اور مذہبی تعلیم کی غلط تشریح کرنا ناجائز ہے۔مسلمان اپنے مذہب کی اس تعلیم پر سختی سے عمل پیرا ہیں لیکن بعض لوگ دوسروں کے مذہبی پیشواؤں کی توہین اور ان کی مذہبی تعلیمات کی غلط تشریح کرکے مذہبی جذبات کو مجروح کررہے ہیں۔یہ بات آزادئ رائے کے اصولوں نیز مذہبی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔لہٰذا مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ایک دوسرے کے دین ودھرم کی توہین کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے ان کے خلاف کڑی قانونی کارروائی کی اپیل کرتا ہے۔

☆مجلس عاملہ کا یہ اجلاس حالیہ دنوں ہندوستان کی عظیم سیاسی جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی کی قومی ترجمان اور دہلی پردیش بی جے پی کے میڈیا انچارج کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شرمناک اور نازیبا تبصرے کی مذمت کرتا ہے اور اس کا احساس ہے کہ ان کا پارٹی سے اخراج خوش آئند ہے مگر چونکہ اس سے اربوں لوگوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اس لیے حکومت کے ذریعہ مزید کارروائی کی ضرورت ہے۔تاکہ آئندہ کوئی بھی کسی بھی شخصیت خصوصا مذہبی شخصیات کے سلسلے میں اس طرح کی جرأت نہ کرسکے علاوہ ازیں تمام مذاہب کے دھرم گروؤں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس طرح کی مذموم حرکات کے سدباب کے لیے سرجوڑ کر بیٹھیں اور کوئی متفقہ لائحہ عمل تیار کریں تاکہ آئندہ اس طرح کی صورت حال پیش نہ آئے۔

☆مجلس عاملہ کا یہ اجلاس احساس ہے کہ فوج میں نوجوانوں کی بھرتی کے لیے حکومت کی اگنی پتھ یوجنا سے نوجوانوں کو اپنا مستقبل غیر محفوظ اور غیر اطمینان بخش نظر آرہا ہے جس کی بنا پر ملکی سطح پر مظاہرے ہورہے ہیں اور املاک کو نقصان پہنچایا جارہا ہے۔لہٰذا حکومت کو امیدواروں کے مطالبات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور مظاہرین کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے مطالبات پرامن طریقے سے حکومت کے سامنے پیش کریں اور تشدد سے احتراز کریں۔

☆مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس انیسویں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے کامیاب انعقاد کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتا ہے اور اسے بنظر استحسان دیکھتا ہے۔ساتھ ہی ذمہ داران مرکزی جمعیت کو اس کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

☆مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا ماننا ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں جوجنگیں

ہورہی ہیں اور تصادم کے حالات پیدا کئے جارہے ہیں وہ کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ لہٰذا کسی بھی تنازعہ کو مذاکرات کے ذریعہ فریقین کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خارجی امور میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا وہی موقف ہوگا جو حکومت ہند کا ہوگا۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس فلسطین کے عوام پر نت نئے صہیونی مظالم اور ان کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور اقوام عالم سے اپیل کرتا ہے کہ وہ فلسطینیوں پر ہورہے مظالم کے سدباب اور ان کے حقوق کی بحالی وبازیابی کے لیے ٹھوس اقدامات کریں۔ ظالمانہ کارروائیوں پر اس طرح چشم پوشی انسانیت کے لیے باعث عار اور حقوق انسانی کی کھلی خلاف ورزی قرار دیتا ہے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمانوں اور انسانوں پر مظالم ہورہے ہیں ان پر روک لگانے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس جماعت وجمعیت اور ملک وملت کی اہم شخصیات، مشہور کتاب سنن دارمی کے مترجم، فقیہ عصر علامہ ابن باز رحمہ اللہ کے شاگرد رشید، مسجد ابن باز ریاض کے امام، معروف عالم دین شیخ حافظ محمد الیاس بن عبدالقادر، جامعہ دارالسلام عمرآباد کے ناظم، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن مجلس عاملہ، ممتاز اہل قلم وخطیب، معروف عالم دین، استاذ الاساتذہ مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن اعظمی عمری مدنی، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رکن شوریٰ وصوبائی جمعیت اہلحدیث مشرقی یوپی کے نائب ناظم معروف عالم دین حافظ کلیم اللہ سلفی صاحب کی والدہ ماجدہ، پھوپھا ظہور احمد انصاری صاحب اور سمدھی جناب ظفر الدین انصاری عرف گڈو کی ہمشیرہ، میسرس نصراللہ کنسٹرکشن دیوریا یوپی کے کیشیئر جناب نظام الدین عرف فیروز کے والد محترم جناب نصرالدین، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز کی سمدھن اور جناب عبدالقدیر عرف پیارے پہلوان مرحوم کی اہلیہ محترمہ، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن مولانا نوشاد احمد سلفی کی نانی محترمہ، جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ ممبئی کے ٹرسٹی مشہور عالم دین مولانا عبدالجلیل انصاری صاحب کی اہلیہ محترمہ، معروف عالم دین مولانا نور الہدیٰ مدنی صاحب کی والدہ ماجدہ، چمپارن کی مشہور سماجی ومخیّر شخصیت جناب عبدالقدوس عرف قدوس بابو (بسوریا، مشہور سماجی شخصیت جناب ماسٹر حسن امام ماموں زوجہ امیر محترم، المقدس گرلس اسکول اوکھلائی دہلی کے ڈائریکٹر جناب اسلم بابر کے خسر وغیرہم کے انتقال پر گہرے رنج کا اظہار اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ تمام شخصیات کی نیکیوں کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، جملہ پسماندگان، لواحقین اور اعزہ واقارب کو صبر جمیل کی توفیق اور قوم وملت اور جماعت وجمعیت کو ان کا نعم البدل دے آمین یارب العالمین

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۳۲ کا)

جاموس واحد ہے جس کی جمع جوامیس ہے، یہ لفظ فارسی معرب ہے...اس کا حکم اورخواص گائے کی مانند ہی ہے ''لسان العرب میں ہے۔ والجاموس نوع من البقر دخیل وجمعہ جوامیس فارسی معرب (ج:٦ ص:٤٣) المعرب فی ترتیب المعرب (لابی الفتح ناصر الخوارزمی متوفی ٦١٦ ھ) میں ہے والجاموس نوع من البقر (ص:٨٩، طبع بیروت) مصباح المنیر میں ہے **والجاموس نوع من البقر کانه مشتق من ذلک** (ج:۱ص:۱۳۴، طبع مصر)

اسی طرح بعض محدثین نے بھینس کو حکم زکوۃ میں گائے کے حکم میں رکھا ہے یعنی گائے میں زکوۃ کا جو حساب ہوگا اسی حساب سے بھینسوں میں سے زکوۃ ادا کی جائے گی۔ جیسے امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے **قال مالک فی العراب والبخت والبقر والجوامیس نحو ذلک** (مؤطا امام مالک مع شرح مسوی ومصفی ج:۱ص:۲۱۳) یعنی جس طرح بکری سے زکوۃ لینے کی تفصیل بیان کی گئی ہے ایسے ہی عربی اونٹوں بختی اونٹوں اور گایوں اور بھینسوں سے زکوۃ وصول کی جائے گی، بعض اورتابعین سے بھی اسی امر کی صراحت ملتی ہے کہ بھینس حکم زکوۃ میں گائے پر محمول ہوگی (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الزکاۃ ج:۳ص:۲۲۱)

دیگر ضروری باتیں: عیدالاضحیٰ کی نماز بہ نسبت عیدالفطر کی نماز کے جلد پڑھ لینی چاہیے۔ عیدالاضحیٰ میں بہتر ہے کہ آدمی بغیر کچھ کھائے پیے نماز کے لیے جائے اور آ کر کھائے۔ لباس اپنی حیثیت واستطاعت کے مطابق عمدہ پہنے۔ خوشبو وغیرہ بھی استعمال کرلی جائے۔

نماز عید کے بعد معانقہ کی جو رسم ہے یہ ایک عام رواج ہے۔ مسنون طریقہ نہیں ہے۔ مسنون طریقہ صرف سلام ومصافحہ ہے۔

قربانی رات کو بھی کی جاسکتی ہے اس سلسلے میں ایک حدیث جو نہی کی بابت آئی ہے وہ سخت ضعیف ہے۔ اس لیے قابل استدلال نہیں (نیل الاوطار ج:۵ص:۱۴۳)

عورتیں نماز عید میں بھی حاضر ہوں اور تکبیریں بھی پڑھیں۔ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، یوم النحر کو تکبیریں پڑھتی اور دیگر عورتیں بھی (صحیح بخاری۔ کتاب العیدین ص:۱۳۲)

نماز عید کے لیے آتے جاتے راستہ تبدیل کرلیا جائے۔

نماز کھلے میدان میں مسنون ہے اس کے لیے اذان کی ضرورت ہے نہ اقامت کی۔ اس میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ بارہ تکبیریں ہیں (پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ)

عید کا خطبہ بھی ضرور سننا چاہیے جو لوگ صرف نماز پڑھ کر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں وہ مسلمانوں کی اس اجتماعی دعا کے شرف سے محروم رہتے ہیں جس میں شمولیت کی حضور ﷺ نے بڑی تاکید کی ہے یہاں تک کہ حائضہ عورتوں کو بھی اسی نقطہ نظر سے عیدگاہ میں جانے کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا تھا۔ تاہم خطیب کو بھی چاہیے کہ خطبہ مختصر دے۔

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام انیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کا انعقاد اب 19-18 /جون کو دہلی میں ہوگا

دہلی: ۲۲/مئی ۲۰۲۲ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام انیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کا انعقاد 18-19 /جون ۲۰۲۲ء مطابق ۱۸-۱۹/ذوالقعدہ ۱۴۴۳ھ کو دہلی میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ ہورہا ہے جس میں پورے ملک سے بلاتفریق مسلک دینی مدارس وجامعات، اسکول وکالجز اور یونیورسیٹیوں کے طلبہ شریک ہورہے ہیں۔ رجسٹریشن کی آخری تاریخ ۱۳/جون ۲۰۲۲ء مقرر ہے۔ یہ جانکاری مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اخبار کے نام جاری ایک بیان میں دی۔

امیر محترم نے کہا کہ بندوں کا رشتہ ان کے پروردگار سے جوڑنے، بندگان الہی کے مابین الفت ومحبت، یک جہتی، رواداری، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور امن وآشتی کو فروغ دینے، دین وملت اور ملک وانسانیت کے تئیں احساس ذمہ داری پیدا کرنے، انہیں اچھا مومن، اچھا پڑوسی، اچھا شہری اور اچھا انسان بنانے اور نسل میں مسابقتی ذوق وجذبہ پروان چڑھانے کی غرض سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ہر سال آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کرتی ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم اللہ رب العزت کا اپنے بندوں کے نام وہ آخری پیغام امن وسعادت اور کتاب رشد وہدایت ہے جس میں ساری انسانیت کی دنیوی واخروی بھلائی وکامرانی اور عروج ونہوض کا راز مضمر ہے۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ ایسے وقت میں جبکہ ہر سطح پر مختلف قسم کی عصبیات کو ہوا دے کر آدمی آدمی کا دشمن بنتا جارہا ہے۔ پیغام محبت واخوت اور انسانیت کو بھولتا جارہا ہے۔ عدل وانصاف پر سوالات اٹھ رہے ہیں۔ ذات، برادری، دھرم، مذہب اور ازم کے نام پر تشدد ومنافرت کو ہوا دی جارہی ہے، امن وشانتی اور قومی یک جہتی وفرقہ وارانہ ہم آہنگی کی فضا کو مکدر ہوتا کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور دہشت گردی الگ مسئلہ بن کر کھڑا ہے، علاوہ ازیں کووڈ ۱۹ کی تباہی وہلاکت اور یکے بعد دیگرے اس کی نئی نئی لہروں سے انسانیت سہمی ہوئی ہے، دنیائے انسانیت کو اس الٰہی پیغام کی سخت ضرورت ہے، پھر بھی لاعلمی کی وجہ سے کچھ لوگ اس پر معترض ہیں۔ ایسے میں قرآن کریم سے ہمارا رشتہ ہمہ جہت مضبوط سے مضبوط تر ہونا چاہیے۔

پریس ریلیز کے مطابق یہ مورخہ ۱۱-۱۲/جون ۲۰۲۲ء کو منعقد ہونے والا تھا لیکن مدارس وجامعات میں جاری داخلے کی کارروائی اور گرمی کی شدید لہر وغیرہ کی وجہ سے اس میں جزوی توسیع کی گئی ہے۔ اب یہ مسابقہ ۱۱-۱۲/جون کے بجائے ۱۸-۱۹/جون ۲۰۲۲ء کو منعقد ہوگا۔ مسابقہ کا فارم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org پر دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ اسے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ہیڈ کوارٹرس اہل حدیث منزل، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶، اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی، صوبائی جمعیات اہل حدیث ہند کے دفاتر اور پندرہ روزہ جریدہ ترجمان کے حالیہ شماروں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ہندوستان کی معروف دینی دانش گاہ جامعہ دارالسلام عمرآباد کے ناظم مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن اعظمی عمری صاحب کا سانحہ ارتحال

۲۷/مئی ۲۰۲۲ء، مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اخبار کے نام جاری ایک بیان میں ہندوستان کی معروف دینی دانش گاہ جامعہ دارالسلام عمرآباد کے ناظم، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن مجلس عاملہ، ممتاز اہل قلم وخطیب، معروف عالم دین، استاذ الاساتذہ مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن اعظمی عمری مدنی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا حفیظ الرحمٰن اعظمی عمری مدنی صاحب کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ زندگی بھر درس وتدریس اور دعوت واصلاح کے کاز سے جڑے رہے۔ آپ اعظم گڑھ کے ایک دینی وعلمی خانوادے کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کے والد گرامی استاذ الاساتذہ مولانا محمد نعمان اعظمی رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث جامعہ دارالسلام عمرآباد تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی، تکمیل حفظ قرآن کریم کے بعد جامعہ دارالسلام عمرآباد میں داخلہ لیا، وہاں سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ چلے گئے جہاں اکابر علماء ومشائخ مثلاً علامہ ابن باز، علامہ البانی، علامہ شنقیطی رحمہم اللہ وغیرہم سے اکتساب فیض کیا۔ آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے اولین فارغین میں سے تھے۔ مدینہ سے واپس آنے کے بعد اپنی مادر علمی جامعہ دارالسلام عمرآباد کے شعبہ تعلیم وتربیت سے وابستہ ہوگئے اور یہ وابستگی تادم واپسیں رہی۔ درمیان کے چند سال نائیجیریا، افریقہ اور ملیشیا میں بھی رہے۔ زبان نہایت صاف تھی۔ قلم سیال تھا۔ آپ ماہنامہ راہ اعتدال کے مدیر اعزازی بھی رہے۔ آپ

کامیاب مدرس ومربی ہونے کے ساتھ ساتھ کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔آپ کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد ہے جو آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ان شاء اللہ۔ادھر بہت دنوں سے علیل تھے۔مورخہ 24 /مئی 2022ء بعمر تقریباً 80 سال چنئی میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔پسماندگان میں تین بیٹیاں اورنواسے نواسیاں ہیں۔آپ کے جنازے کی نماز 24/مئی ہی کو دس بجے شب مسجد بیگم شافیہ، پیرمبور، چنئی میں ادا کی گئی۔

اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، دینی وعلمی خدمات کوشرف قبولیت بخشے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، جملہ پسماندگان ومتعلقین کوصبر جمیل کی توفیق عطافرمائے اور جامعہ دارالسلام عمرآباد کوان کانعم البدل عطا کرے۔آمین

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیراہتمام انیسواں دوروزہ مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کاحسن آغاز آج سے

دہلی: ۱۷/جون ۲۰۲۲ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیراہتمام انیسواں دوروزہ مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کاحسن آغاز آج مورخہ ۱۸/جون ۲۰۲۲ء کو صبح آٹھ بجے اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوگا جس میں بلاتفریق مسلک پورے ملک سے بڑی تعداد میں عربی مدارس و جامعات اوراسکول وکالجز کے طلباء شریک ہورہے ہیں۔حکم کے فرائض ہندوستان کی معروف دینی دانشگاہوں کے جید قراء اساتذہ انجام دیں گے۔یہ جان کاری مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے ذرائع ابلاغ کے نام جاری ایک بیان میں دی۔

امیرمحترم نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اللہ کے بندوں کا رشتہ قرآن کریم سے جوڑنے، بندگان الٰہی کے مابین الفت ومحبت، یکجہتی، رواداری، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور امن وآشتی کوفروغ دینے، دین وملت اور ملک وانسانیت کے تئیں احساس ذمہ داری پیدا کرنے، انہیں اچھامومن، اچھاشہری اوراچھاانسان بنانے نیزنئی نسل میں مسابقتی ذوق وجذبہ پروان چڑھانے کی غرض سے ہرسال آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید و تفسیر قرآن کریم بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد کرتی ہے۔جس میں بلاتفریق مسلک ملک بھرسے مدارس وجامعات اورکالجز کے طلباء شریک ہوتے ہیں۔

امیرمحترم نے مزید کہا کہ قرآن کریم اللہ رب العزت کا اپنے بندوں کے نام وہ آخری پیغام امن وسعادت اور کتاب رشد وہدایت ہے جس میں ساری انسانیت کی دنیوی واخروی بھلائی وسعادت اور عروج ونہوض کا راز مضمر ہے۔ایسے وقت میں جبکہ ہرسطح پر مختلف قسم کی عصبیات کو ہوا دے کر آدمی آدمی کا دشمن بنتا جارہا ہے۔ذات، برادری، دھرم، مذہب اورازم کے نام پر تشدد ومنافرت کو ہوا دی جارہی ہے، امن و شانتی اورقومی یکجہتی وفرقہ وارانہ ہم آہنگی کی فضا کو مکدر ہوتا کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور دہشت گردی الگ مسئلہ بن کر کھڑی ہے، علاوہ ازیں کووڈ ۱۹ کی تباہی وہلاکت اور یکے بعد دیگرے اس کی نئی نئی لہروں سے انسانیت سہمی ہوئی ہے، دنیائے انسانیت کو اس الٰہی پیغام کی سخت ضرورت ہے، پھر بھی لاعلمی کی وجہ سے کچھ لوگ اس پر اور اولین حامل قرآن نبی مرسل سید البشر اورافضل الرسل رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نادانی وناسمجھی میں معترض ہیں۔ایسے میں قرآن کریم سے ہمارا رشتہ ہمہ جہت مضبوط سے مضبوط تر ہونا چاہیے۔

واضح رہے کہ مسابقہ کا آغاز مختصر افتتاحی اجلاس سے ہوگا اس کے بعد مسابقے کے جملہ چھ زمروں کے امتحانات شروع ہوجائیں گے جو کہ مورخہ ۱۹/جون ۲۰۲۲ء کے عصر تک جاری رہیں گے اور بعد نماز مغرب اختتامی اجلاس منعقد ہوگا جس میں اہم دینی، ملی اور سماجی شخصیات کے ہاتھوں مسابقہ کے تمام زمروں میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو انعامات وتوصیفی سند سے نوازا جائے گا جبکہ تمام شرکاء مسابقہ کو توصیفی سند اور تشجیعی انعامات دیئے جائیں گے۔ان شاءاللہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اجلاس اختتام پذیر ملکی وملی، جماعتی اہم فیصلے اور قراردادیں

نئی دہلی: ۱۹/جون ۲۰۲۲ء، آج یہاں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس زیرصدارت امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا نئی دہلی میں منعقد ہوا جس میں ملک کے مختلف صوبوں سے مجلس عاملہ کے مؤقر اراکین اور مدعوئین خصوصی نے شرکت کی۔ اس موقع پر امیر جمعیت نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ توحید پوری انسانیت کو ہمدردی وغم گساری، امن وشانتی، آپسی تعاون، بھائی چارہ اور سعادت وکامرانی کی ضمانت دیتا ہے۔انھوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ موجودہ حالات میں ہمیں اسوہ نبویؐ کو اپنانے اور اپنے اخلاق وکردار سے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنے کی ضرورت ہے۔انھوں نے صبر وتحمل، استقامت اور حکمت ودانائی سے کام لینے اور رجوع الی اللہ کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی احکام وعبادات پر عمل کرنا ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے ہمیں اس مقصد سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔اس کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی نے مرکزی جمعیت کی کارکردگی رپورٹ پیش کی جبکہ مرکزی جمعیت کے خازن الحاج وکیل پرویز نے شعبۂ مالیات کی رپورٹ پیش کی جس پر مؤقر اراکین مجلس عاملہ نے اطمینان کا اظہار کیا۔مرکزی

جمعیت اہل حدیث میں صلح کے حوالے سے ممبئی سے شائع کی گئی ہے اس میں کی گئی خیانت، بددیانتی اور اظہار ذات کا مظاہرہ لائق مذمت ہے۔ اس اجلاس میں ملک وملت کے اہم مسائل اور جماعت کی تعمیر وترقی سے متعلق امور پر تبادلہ خیال ہوا اور مندرجہ ذیل قرارداد وتجاویز پیش کی گئیں۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں عقیدۂ توحید کو پوری انسانیت تک پہنچانے ، اپنے اخلاق وکردار سے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنے اور سیرت نبویہ کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کرنے ، ناموس رسالت کے تحفظ اور ہر مذہب کے مذہبی پیشواؤں ورہنماؤں کا احترام کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مسلم تنظیموں، اداروں کے ذمہ داران اور علماء سے ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی سے گریز کرنے اور کسی بھی ملی وقومی مسئلہ پر متفقہ رائے بنانے کی اپیل کی گئی ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ صبر مومن کی طاقت ہے اور امت مسلمہ سے موجودہ حالات میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکمت ودانائی اختیار کرنے اور غیر قانونی طریقہ کار سے احتراز کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسی طرح ملک میں آپسی بھائی چارہ، قومی یکجہتی کے قیام کی ضرورت پر زور دیا گیا اور میڈیا سے افواہ اور سنسنی خیز واقعات کا کوریج نہ دینے کی اپیل کی گئی ہے۔ قرار داد میں رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے سیاسی لیڈروں کی مذمت کی گئی اور اس طرح کے بیانات سے بچنے کی تلقین کی گئی ساتھ ہی ان کے خلاف کارروائی کو بنظر تحسین دیکھتے ہوئے ان کے خلاف مزید کارروائی کا پرزور مطالبہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ شراب نوشی، قتل جنین، جوا، سٹہ، جہیز اور عورتوں کے استحصال کے سدباب کے لئے اقدامات کرنے کی عوام وخواص سے اپیل کی گئی ہے۔

ملک کے مختلف حصوں میں انہدامی کارروائی اور گرفتاری کے انداز اور طریقہ کار پر تشویش کا اظہار اور غیر قانونی تعمیرات کی حوصلہ شکنی اور ملک وبیرون ملک ہونے والے دہشت گردانہ واقعات کی مذمت اور فلسطین میں اسرائیل کی ظالمانہ کارروائی پر روک لگانے اور طلباء کے مطالبات پر سنجیدگی سے غور کرنے اور طلبہ اور جوانوں سے پرامن رہنے اور تخریبی کارروائی سے بچتے ہوئے اپنے مطالبات رکھنے کی اپیل اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے انیسویں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے انعقاد کی ستائش کی گئی ہے ۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں میں جو جنگیں ہو رہی ہیں اور تصادم کے حالات پیدا کئے جارہے ہیں وہ کسی بھی مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ لہٰذا کوئی بھی تنازعہ فریقین کو مذاکرات سے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ قرارداد میں ملک وملت اور جماعت وجمعیت کی اہم شخصیات کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار، ان کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا گیا ہے۔ ☆☆

معروف عالم دین مولانا نورالہدی محمد الیاس مدنی صاحب کی والدہ ماجدہ کا سانحہ ارتحال: یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ معروف عالم دین مولانا نورالہدی محمد الیاس مدنی صاحب سعودی سفارت خانہ نئی دہلی کی والدہ ماجدہ کا مورخہ 17/مئی 2022ء کو بعد نماز مغرب آبائی وطن لچھمی نگر، بلرامپور، یوپی میں بعمر تقریباً 90/سال انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت خلیق وملنسار، متواضع، مہمان نواز اور صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔ دوسرے دن صبح نو بجے آبائی وطن لچھمی نگر بلرام پور میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں مولانا نورالہدیٰ مدنی صاحب سمیت چار صاحب زادے، تین صاحب زادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، نیکیوں کو قبول کرے، جنت الفردوس کی مکین بنائے ، پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ مولانا نور الہدیٰ مدنی صاحب اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کے لئے والد محترم کی وفات کے بعد والدہ ماجدہ کی وفات کی شکل میں دوسرا بڑا سانحہ اور عظیم خسارہ ہے۔ اللہ تعالی صبر وسلوان عطا فرمائے۔ آمین۔ (شریک غم ودعا گو: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

مشہور عالم دین مولانا عبدالجلیل صاحب مکی کی اہلیہ کا انتقال: یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ ممبئی کے ٹرسٹی مشہور عالم دین مولانا عبدالجلیل مکی صاحب کی اہلیہ محترمہ کا مورخہ یکم جون ۲۰۲۲ء کورات کے ساڑھے بارہ بجے انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند اور متواضع وملنسار اور با اخلاق خاتون تھیں۔ کافی دنوں سے علیل تھیں۔ ان کے جنازے کی نماز اسی دن جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ میں بعد نماز فجر ادا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے ، لغزشوں سے درگزر کرے، جنت الفردوس کی مکین بنائے اور پسماندگان خصوصا مولانا عبدالجلیل مکی صاحب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین (شریک غم ودعا گو: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

اطلاع

اطلاعاً عرض ہے کہ زیر نظر شمارے میں 30-16 جون ۲۰۲۲ء کے شمارے کو بھی ضم کرکے آٹھ صفحات کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ مذکورہ شمارے کا مطالبہ اور انتظار نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سبھی کو عیدالاضحیٰ کی خوشیوں وعبادتوں سے شادکام فرمائے۔ ہم آپ سب کی خدمت میں مبارکباد اور دعا پیش کرتے ہیں۔ (ادارہ)